مقامی کلیسیاؤں کے استحکام کے لئے

ہماری مشعلِ صداقت

بپتسماوی اقرارالایمان بمطابق ۱۶۸۹ء

مترجم
عارف خان

بیت الشمس: کرسچن بک سروس، پوسٹ آفس بکس ۲۴۶۵
اسلام آباد، پاکستان

باراوّل	-----	1995ء
باردوم	-----	2001ء
بارسوئم	-----	2013ء
قیمت	-----	25روپے

مطبوعہ: پینگرافکس (پرائیویٹ) لمیٹڈ، اسلام آباد

فہرست مضامین

تعارف دوسرا ایڈیشن .... صفحہ 5

پیش لفظ .... صفحہ 6

تعارف بپتسماوی اقرار ایمان ۱۶۸۹ء .... صفحہ 13

پہلا باب: بابت کتاب مقدس .... صفحہ 16

دوسرا باب: بابت خدائے پاک اور مقدس تثلیث .... صفحہ 23

تیسرا باب: بابت تقدیر الٰہی .... صفحہ 26

چوتھا باب: بابت تخلیق .... صفحہ 29

پانچواں باب: بابت الٰہی پروردگاری .... صفحہ 30

چھٹا باب: بابت ہبوط انسانی، گناہ اور اسکی سزا .... صفحہ 33

ساتواں باب: بابت الٰہی عہد .... صفحہ 35

آٹھواں باب: بابت المسیح درمیانی .... صفحہ 37

نواں باب: بابت آزاد مرضی یا ارادہ .... صفحہ 42

دسواں باب: بابت موثر بلاہٹ .... صفحہ 44

گیارہواں باب: بابت تصدیق یا راستباز ٹھہرانا .... صفحہ 46

بارہواں باب: بابت تبنی یا لے پالک بنانا .... صفحہ 49

تیرہواں باب: بابت تقدیس یا پاکیزگی .... صفحہ 50

چودہواں باب: نجات بخش ایمان .... صفحہ 52

پندرہواں باب: بابت زندگی اور نجات کیلئے توبہ .... صفحہ 54

سولہواں باب: بابت نیک اعمال .... صفحہ 56

سترہواں باب: بابت مقدسین کا تحفظ یا ثابت قدمی .... صفحہ 59

اٹھارہواں باب: بابت فضل کا نجات کا یقین .... صفحہ 61

انیسواں باب: بابت الٰہی شریعت .... صفحہ 64
بیسواں باب: بابت انجیلی خوشخبری اوراسکے فضل کی وسعت .... صفحہ 68
اکیسواں باب: بابت مسیحی آزادی اور آزادی ضمیر .... صفحہ 70
بائیسواں باب: بابت دینی عبادت اور یوم سبت .... صفحہ 72
تئیسواں باب: بابت جائز حلف اور منتیں .... صفحہ 76
چوبیسواں باب: بابت شہری حاکم .... صفحہ 78
پچیسواں باب: بابت شادی .... صفحہ 79
چھبیسواں باب: بابت کلیسیا .... صفحہ 81
ستائیسواں باب: بابت مقدسین کی شراکت .... صفحہ 87
اٹھائیسواں باب: بابت پتسمہ اور عشائے ربانی .... صفحہ 89
انتیسواں باب: بابت پتسمہ .... صفحہ 90
تیسواں باب: بابت عشائے ربانی .... صفحہ 92
اکتیسواں باب: بابت موت کے بعد انسان کی حالت اور مردوں کا جی اٹھنا ... صفحہ 95
بتیسواں باب: بابت آخری عدالت .... صفحہ 97

تعارف

(دوسرا ایڈیشن)

پتسماوی اقرار الایمان بمطابق ۱۶۸۹ء بہ عنوان ''ہماری مشعل صداقت'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا تھا جسے مسیحی عوام نے اس قدر پسند کیا کہ اس ایڈیشن کی ایک ہزار جلدیں چند سالوں میں فروخت ہوگئیں۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ کسی راسخ الاعتقاد اقرارالایمان کو شائع کر کے اس قدر تعداد میں پاسبانوں اور عوام الناس کے درمیان تقسیم کیا گیا ہو۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اقرارالایمان ہر ایک سنجیدہ مقامی کلیسیا کے روحانی استحکام اور پاکیزگی کیلئے لازمی ہے۔ آج ہمارے ہاں جو نت نئی بدعات کا رجحان زوروں پر ہے اس کا سدِ باب اقرارالایمان کا استعمال ہی ہے۔ لہٰذا ہم اقرارالایمان ہذا کی ہر کلیسیا میں استعمال کی پر زور سفارش کرتے ہیں۔

ایڈیشن ہذا کو پہلے ایڈیشن کی نسبت مختلف غلطیوں اور کمزوریوں سے پاک کرنے کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ترجمہ کے معیار کو بھی بہتر بنایا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ اس دوسرے ایڈیشن کو بھی مسیحی ایمانداروں اور کلیسیاؤں کے استحکام کے لئے استعمال کر کے اپنا جلال ظاہر کرے۔ آمین!

پاسٹر عارف خان

گریس بپٹسٹ فیلوشپ (چرچ) آف اسلام آباد

اگست ۲۰۰۱ء

پیش لفظ

دینی لغات کے مطابق ''اقرارالایمان'' کتاب مقدس بائبل پر مبنی وہ بنیادی حقائق ہیں جنہیں تعلیمی عنوانات کے تحت جامع، منظم اور واضح اصولات کی شکل میں بیان کیا گیا ہو۔ ابتدائی صدیوں میں جب مختلف ممالک کے علماء اور اقوام کے فضلاء اور فلاسفر ایک بڑی تعداد میں مسیحی کلیسیا میں شامل ہوئے تو یہ ایک فطری بات تھی کہ انہوں نے اپنے اپنے علم اور فلسفے کی روشنی میں کتاب مقدس کے تعلیماتی اصطلاحات کو سمجھنے کی کوشش کی۔ ان میں بعض نے دین مسیحیت کی بنیادوں کو سمجھنے میں غلطی کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کلیسیا میں متعدد اقسام کی بدعات نے جنم لینا شروع کیا۔ چنانچہ کلیسیائے عالمگیر نے مختلف زمانوں میں ان بدعات کا سدِ باب کرنے اور راسخ الاعتقاد مسیحی ایمان کے تحفظ اور تشہیر و بشارت کی غرض سے بین الکلیسیائی دینی مجلس کا اہتمام کیا تا کہ مختلف ''اقرارالایمان'' وضع کیے جائیں۔

آج بھی یہ حقیقت ہمارے سامنے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ بہت سے دینی علماء تو کیا عام لوگ بھی کتاب مقدس کی بنیادی تعلیمات کے بارے میں افسوسناک غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ اور پھر سانحہ یہ ہے کہ یہ حضرات اپنی غلط فہمیوں اور بدعتوں کو کتاب مقدس ہی سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قارئین! مسیحی کلیسیا اپنے آغاز ہی سے ہمیشہ ایسے حالات سے دوچار رہی ہے۔ آج بھی نو مرید مسیحی کلیسیاؤں میں جمع ہو رہے ہیں اور جا بجا نئی کلیسیائیں وجود میں آ رہی ہیں لیکن ان کے انجیلی ایمان کی بنیادی تعلیمات کی فہرست تحریری شکل میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ بالفاظ دیگر ان کے ہاں کوئی انجیلی ''اقرارالایمان'' نہیں پایا جاتا جو غلط تعلیم اور بدعتوں کا سد باب کر سکے۔ آج مسیحی کلیسیا ہر طرف سے دشمنانِ مسیحیت میں گھری ہوئی ہے۔ کتاب مقدس بائبل

ہی کا سہارا لے کر ہمارے دشمن مختلف بدعتیں پھیلا کر اراکین کلیسیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اس ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے ہم نے ایک تاریخی راسخ الاعتقاد ''بپتسماوی اقرار الایمان'' بمطابق ۱۶۸۹ء کے اردو ترجمے کو شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

یہ مناسب ہے کہ قارئین کے استفادہ کے لئے ایک راسخ الاعتقاد اقرارالایمان کی اہمیت اورفوائد کی نشاندہی کی جائے:

رسول اعظم حضرت پولس لکھتے ہیں کہ کلیسیا ''حق کا ستون اور بنیاد ہے'' (۱۔تیمتھیس ۱۵:۳) یہاں لفظ ''ستون'' سے مراد وہ سہارا ہے جس پر عمارت قائم رہتی ہے۔ اسی طرح لفظ ''بنیاد'' سے مراد نیو ہے جو عمارت کے نیچے ہوتی ہے۔ ''حق'' سے یہاں مراد الٰہی مکاشفہ ہے جو خدا نے انسان کو دیا یعنی وہ مکاشفہ جس کا آغاز باغ عدن سے ہوا اور عہد جدید کی تکمیل میں اپنے اختتام کو پہنچا اور جس کا نفس مضمون ''دینداری کا بھید'' ہے (۱۔تیمتھیس ۱۶:۳)۔

اس حوالے میں کلیسیا کو ''حق کا ستون اور بنیاد'' کہتے ہوئے کتاب مقدس ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ الٰہی مکاشفہ جسے خدا نے انسانوں کی نجات کے لئے دیا ہے اس کے تحفظ کی ذمہ داری کلیسیا کے سپرد کی گئی ہے۔ کیونکہ کلیسیا ایک ایسا انجیلی تنظیمی ادارہ ہے جسے خدا نے سچائی کا تحفظ کرنے یعنی اسے ہر قسم کی تحریف و تنسیخ، بطالت، دشمنوں کے حملوں اور یلغاروں کا دفاع کرنے اور اسے آئندہ نسلوں کے لئے برقرار رکھنے کے لئے قائم کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کلسیا کی ذمہ داری ہے کہ وہ انجیلی سچائیوں کا تحفظ اور ان کی بشارت کرے۔

اس عظیم اور پاکیزہ ذمہ داری کو کلیسیا کے اندرونی اور بیرونی حلقوں میں اسی وقت پورا کیا جا سکتا ہے جب کلیسیا کے پاس کوئی ٹھوس تاریخی اور تحریری اقرارالایمان ہو۔ لیکن جب کبھی کلیسیا میں اقرارالایمان کی اہمیت پر زور دیا جاتا ہے تو اکثر بیشمار اعتراضات پیش کئے جاتے ہیں۔ یہاں ہم صرف دو اعتراضات کے جواب پیش کریں گے:

بعض اصحاب یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب کتاب مقدس بائبل ہمارے پاس موجود ہے تو پھر اقرارالایمان کی کیا ضرورت ہے؟ ہم اس اعتراض کا دلی احترام کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ بہت سے بدعتی لوگ بھی دعویٰ کرنے کے لئے تیار ہیں کہ کتاب مقدس کافی ہے۔ اس ضمن میں مردخدا ہلیری نے ۳۵۰ء میں کیا خوب کہا تھا:

''ایمانداروں کے نزدیک کلام خدا کافی ہے۔۔۔ لیکن ہمارے بدعتی مخالفین کا ناجائز رویہ ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم ان بلندیوں تک رسائی حاصل کرنے کی سعی کریں جو ان کے احاطۂ قدرت سے باہر ہے اور ان حقائق کو الفاظ کا لبادہ اڑھانے کی کوشش کریں جو ان کی حدامکان میں ممکن نہیں۔۔۔ لیکن اب یہ بدعتی علماء ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم انسانی لغت جیسی بے بس شے کے ذریعے ایسی باتوں کا ذکر کریں جو اس کی حد سے باہر ہیں۔ یوں ہر دور میں ایمانداروں نے اپنی اپنی زبان میں اپنے اپنے تجربے کی بنیاد پر انجیل جلیل میں رسولوں کے تجربات کو اپنے وقت کے تقاضوں کے مطابق بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

مختصر یہ کہ صرف کتاب مقدس کا اقرار کرنا ہی کافی نہیں کیونکہ بہت سی انجیلی سچائیوں کا انکار محض اسی قسم کے نام نہاد اقرار کے سہارے کیا گیا ہے۔ پس اس وجہ سے بھی ہمیں کسی قابل قبول اقرارالایمان کی ضرورت ہے۔

دیگر حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اقرارالایمان کی وجہ سے مسیحی آزادی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ یہ اعتراض بھی غیر معقول ہے کیونکہ مسیحی آزادی تو دراصل المسیح کی غلامی ہے (رومیوں ۸:۷، گلتیوں؛ یوحنا۱۴:۱۵، ۱۲) اور غلامی اس کے کلام کی آزادانہ اطاعت وفرمانبرداری میں ہے۔ مسیحی آزادی کا ہرگز یہ مفہوم نہیں کہ ہم کتاب مقدس کی واضح تعلیمات سے تجاوز کریں۔ مسیحی آزادی سے یہ مراد ہے کہ ہم اور بھی احسن طریقے سے کتاب مقدس کی پابندی کریں۔ اقرارالایمان کیا ہے؟ کتاب مقدس کی تعلیمات پر مبنی اصولات کا جامع خلاصہ۔ حقیقت

تو یہ ہے کہ جو حضرات اقرارالایمان سے بے اعتنائی برتتے ہیں وہ دراصل مسیحی آزادی کے قائل نہیں بلکہ المسیح سے بھی آزاد رہنا چاہتے ہیں۔اس قسم کی آزادخیالی ہماری کلیسیاؤں میں عام پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں اہم انجیلی سچائیوں کے بارے میں بعض حضرات کے خیالات کتاب مقدس کی تعلیم سے مختلف ہوتے ہیں۔

اقرارالایمان کے فوائد

۱۔اقرارالایمان سچائی کا عام دعویٰ اور دفاع کرنے کا ایک مفید طریقہ ہے؛ ۲۔ تیمتھیس ۱:۱۳ میں کلیسیا کو حکم دیا گیا ہے کہ ''صحیح باتوں۔۔۔کا خاکہ یاد رکھ'' نیز کہ ''اس ایمان کے واسطے جانفشانی کرو جو مقدسوں کو ایک ہی بار سونپا گیا تھا'' (یہوداہ ۳) اور ''انجیل کے ایمان کے لئے ایک جان ہو کر جانفشانی کرو'' (فلپیوں ۱:۲۷)۔اس زبردست ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے اقرارالایمان حق اور بطالت کا باہمی تضاد دیکھنے اور اس کی تشہیر و بشارت کے لئے ایک انتہائی موثر آلہ ثابت ہو سکتا ہے۔

اقرارالایمان مقامی کلیسیا کی تعلیمی خدمت و ذمہ داری کا نقشہ ہوتا ہے۔اس نقشے کی مدد سے وہ غیر اقوام کے سامنے واضح طور پر حق کی تشہیر و بشارت کر سکتے ہیں۔ نیز اقرارالایمان کے مختلف عنوانات کلیسیا کے اندر اور باہر اعلانیہ طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ مقامی کلیسیا کا کیا عقیدہ ہے۔

۲۔اقرارالایمان رفاقت اور تربیت کا معیار ہے: کتاب مقدس میں کلیسیا کو تاکید کی گئی ہے کہ اس میں ''روح کی یگانگی صلح کے بند سے بندھی رہے (افسیوں ۴:۴)۔ نیز اس کے اراکین کو ''ایک دل، ایک زبان، ایک رائے، ایک روح اور ایک جان'' رہنے کا حکم دیا گیا ہے (رومیوں ۱۵:۵،۶؛ ۱۔کرنتھیوں ۱:۱۰؛ فلپیوں ۱:۲۷؛ ۲:۲)۔ اقرارالایمان کلیسیا کے اراکین میں حقیقی مسیحی اتحاد،

یگانگت اور ہم آہنگی پیدا کرنے میں مفید اور اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی طرح اقرارالایمان کی بنیاد پر دوسری کلیسیاؤں کے ساتھ بین الکلیسیائی اتحاد و یگانگت بھی استوار ہوسکتی ہے۔

۳۔ اقرارالایمان ایک اعلیٰ معیار ہے جس کی روشنی میں خادمانِ انجیل کو پرکھا جا سکتا ہے ا۔تیمتھیس ۳:۲ میں لکھا ہے کہ روحانی نگہبان (پاسٹر) کیلئے ضروری ہے کہ وہ ''بے الزام'' ہو اور ''ایمان کے کلام پر جو اس تعلیم کے موافق ہے قائم ہو تا کہ صحیح تعلیم کے ساتھ نصیحت بھی کر سکے'' (ططس ۱:۹)۔ کسی شخص کے لئے یہ دعویٰ کرنا کہ وہ صرف کتاب مقدس پر ایمان رکھتا ہے مسیحی خدمت کے لئے کافی نہیں بلکہ جہاں تک سچائی کا تعلق ہے اس کی روحانی الہیت کو دوسرے کئی پہلوؤں سے بھی پرکھنے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں بھی ایک اقرارالایمان انتہائی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

اگر اقرارالایمان کلیسیائی زندگی میں اس قدر مفید ثابت ہوسکتا ہے تو ہماری دینی درسگاہوں (سیمنریوں اور بائبل اسکولوں) کے معلمین اور وہ جو پاسبانی کلیسیائی خدمت کے خواہشمند نوجوان ہیں انہیں پرکھنے میں یہ کس قدر مفید ثابت ہوسکتا ہے؟ یہ ذمہ داری کلیسیا کی ہے۔

۴۔ اقرارالایمان مقامی کلیسیا میں ایک تاریخی تسلسل کا احساس پیدا کرتا ہے: اگر اقرارالایمان کلیسیائی زندگی میں اس قدر مفید ثابت ہوسکتا ہے تو کلیسیا کے انفرادی اراکین کی زندگی میں اس کی کس قدر اہمیت و افادیت ہوگی؟ اقرارالایمان کلیسیا کے ایمان کے لحاظ سے دوسری تاریخی کلیسیاؤں سے ایک روحانی رابطہ پیدا کرتا ہے جو ان کا قیمتی ورثہ ہے۔ اسی لحاظ سے وہ زمانہ قدیم کی خداترس کلیسیاؤں کے ساتھ اپنے باپ دادا کے ایمان میں ایک ساتھ شریک رہتی ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ایک راسخ الاعتقاد مقامی کلیسیا کو اپنی روحانی ترقی، خوشحالی، تحفظ اور استحکام کے لئے کسی نہ کسی ''اقرارالایمان'' کی اشد ضرورت ہے۔ مردِ خدا پادری چارلس اسپرجن

اس نکتے پر لکھتے ہیں کہ آج ''انجیلی صداقت کے دشمن عظیم نے ہمیں اپنی دیواریں ہموار کرنے اور اپنی فصیلوں کو ہٹا دینے کی دعوت دی ہے''۔ اسپرجن اگر آج زندہ ہوتا تو ہماری روحانی حالت پر کیا آہ و نالہ کرتا! ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ مختلف عظیم انجیلی اقرارالایمان انجیلی صداقت اور ایمان کی پاکیزگی کی جنگوں سے گزر کر وجود میں آئے تھے۔ نیز جب کہیں اور جہاں کہیں انجیلی صداقت کے تقدس پر حرف آیا تو کلیسیاؤں نے اپنے اقرارالایمان کے پرچم کو جا بجا لہرایا۔ اسی طرح جب کلیسیاؤں نے انجیلی اقرارالایمان کو رد کیا یا اسے نفرت کی نگاہوں سے دیکھا تو کلیسیاؤں میں روحانی آزاد خیالی کو فروغ ملا اور متعدد بدعتوں نے جنم لیا۔

مغربی حلقوں میں علم الٰہیات کے مباحثوں، اختراعات اور بدعات کا اور عوام الناس کے عقیدہ و خیال اور توہمات کے خمیر نے کلیسیاؤں کے اندازِ فکر کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ خصوصاً خدائے پاک کی صفات حسنہ اور علم النجات کے ضمن میں مسیحی کلیسیائیں روحانی افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ نہ صرف کلیسیاؤں میں مسیحی پاکیزگی کا معیار مسلسل تنزلی و بحران کا شکار ہے بلکہ وہ دنیا اور شیطان کے مقابلہ میں ناتواں ہے بلکہ غیر اقوام کی تضحیک کا نشانہ بھی بنی ہوئی ہیں۔ ''ویسٹ منسٹر اقرارالایمان ۱۶۸۹ء اس ضمن میں اصلاح و ترمیم کا ایک موثر ہتھیار ثابت ہوسکتا ہے کیونکہ اس کا ہر ایک جملہ خدا کے جلال، حشمت اور غیرت کا آئینہ دار ہے۔

اقرارالایمان ہذا کی اشاعت میں جن معزز حضرات نے ہماری خاص رہنمائی اور عملی طور پر معاونت کی ہے ان میں جناب پادری ایرک رائٹ (کینیڈا) اور جناب عرفان خان (امریکہ) کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ان دونوں اصحاب نے اقرارالایمان کے ترجمے کی نظر ثانی کی۔ علاوہ ہم ویسٹ منسٹر اقرارالایمان کے غیر مطبوعہ اردو مترجم جناب ظفر اسمٰعیل کے بھی مشکور ہیں جن کی محنت سے مجھے بے رہنمائی ملی ہے۔

خدا تعالیٰ اس عاجزانہ کاوش کے وسیلہ سے متعدد کلیسیاؤں اور ایمانداروں کو استحکام بخشے۔

اوراس سے جو بھی بہتری اور اچھائی پیدا ہو اس کا سارا جلال وعزت ہمارے منجی خداوند یسوع المسیح کو ملے۔

پادری عارف خان
بی۔اے (پنجاب): ایم۔آر۔ای: ایم۔اے۔ٹی (امریکہ)
بیت الشمس: مسیحی درسگاہ علم الالٰہیات، اسلام آباد، پاکستان

اپریل ۱۹۹۵ء

بپتسماوی اقرارالایمان بمطابق ۱۶۸۹ء

''بپتسماوی اقرارالایمان بمطابق ۱۶۸۹ء'' میں کتاب مقدس کے بنیادی حقائق کو ایک واضح اور جامع خاکے کی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اسکی اشاعت کے پس پردہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس اقرارالایمان کی عملی افادیت سے کلیسیائیں اور مسیحی ایماندار روحانی طور پر مستفید ہوں۔ چونکہ کتاب مقدس ہر لحاظ سے کلام خدا ہے اسلئے یہ وقت، جگہ اور تہذیب و معاشرے کی قیداور ردوبدل سے آزاد ہے۔لہٰذااقرارالایمان ہذامیں شامل کتاب مقدس کے تمام حقائق کی افادیت آج بھی اتنی ہے ہے جتنی اس دور میں تھی جب ۱۶۷۷ء میں مسیحی ایمانداروں کی متعدد جماعتوں کے روحانی بزرگوں (ایلڈروں یا پاسبانوں) اور بھائیوں نے بپتسمہ لے کر اپنے ایمان کا اقرار انہی الفاظ میں کیا۔اس زمانے میں چارلس دوم سلطنت برطانیہ پر تخت نشین تھا اورامت مسیحی ایذہ رسانی کی صعوبتوں سے گزررہی تھی۔

۱۶۴۴ءاور ۱۶۴۸ء کے درمیانی عرصہ میں انگلستان اور سکاٹ لینڈ کے مسیحی علماء کی ایک خاص جماعت(Assembly of Puritan Divines) نے اس وقت اقرارالایمان ویسٹ منسٹر(Westminster Cofession of Faith) تیار کیا جسے ہردور میں مسیحی ایماندروں نے انتہائی عقیدت واحترام کی نظروں سے دیکھا ہے۔لیکن اقرارالایمان ویسٹ منسٹر میں جس کلیسیائی انتظامی طریقہ کار کو پیش کیا گیا تھا وہ پریسبٹیرین(Presbyterianism) نقطۂ نظر کے مطابق تھا۔ لہٰذا ایمانداروں کے بپتسمہ کے حامیوں(Baptists) نے اس اقرارالایمان کے بعض پہلوؤں پر اختلافِ رائے کا اظہار کیا جن میں حاضر کلیسیا کی نوعیت، بپتسمہ،عشائے ربانی اورکلیسیائی نظام جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔پس مناسب وقت پر انہوں نے ان جملہ بتدیلیوں اور اضافوں کے ساتھ ویسٹ منسٹراقرارالایمان کی بنیادی تعلیمات کوقبول

کرتے ہوئے اپنا ایک علیحدہ اقرارالایمان تیار کرلیا جو کتاب مقدس کی حقیقی تعلیمات کی روشنی میں انکے دل وضمیر کی عکاسی کرتا تھا۔ پس ان دونوں اقرارالایمان کا موازنہ نہ صرف انکی باہمی لفظی ہم آہنگی کو بلکہ انکے بہت سے اختلافات کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

دینی ایذہ رسانی کے شکار پاسبانوں کے تیار کردہ اس بپتسماوی اقرارالایمان کی تیاری کے بارہ برس کی قلیل مدت میں آزادی کا ایک نیا دور شروع ہو چکا تھا اور ۱۶۸۹ء میں ۱۳۷ اہم بپتسماوی پاسبانوں نے اپنا اقرارالایمان دوبارہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔ انگلستان اور ویلز میں کیلونائی (Cavinists) یا خصوصی (P articular) کلیسیاؤں کے درمیان یہ اقرارالایمان دو صدیوں تک اپنی نوعیت کا معتبر اور حتمی اقرارالایمان سمجھا جانے لگا۔ اقرارالایمان کا متبادل نام قدیم لندن اقرارالایمان (Old London Confession) تھا۔ ۱۷۴۴ء میں شمالی امریکہ کی کیلونائی بپتسماوی کلیسیاؤں نے اختیار کر کے اسے فلاڈلفیہ اقرارالایمان (Philadelphia Confession of Faith) کا نام دے دیا۔

۱۸۵۵ء میں ایک نوجوان بنام چارلس اسپرجن نے جو اس وقت لندن کی مشہور پارک سٹریٹ کلیسیا کا پاسبان تھا اس نے اپنی اور دیگر کلیسیاؤں کے تعلیمی استحکام کے پیش نظر "بپتسماوی اقرارالایمان" کو دوبارہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان دنوں اس اقرارالایمان کی وجہ سے متعدد کلیسیاؤں کو روحانی ثبات و استحکام ملا۔ بیسویں صدی میں بھی ہزاروں کلیسیاؤں میں اس اقرارالایمان کی عمدگی اور افادیت کو تسلیم کیا جاتا ہے جس کا ثبوت اس اقرارالایمان کی کثیر التعداد اشاعت ہے۔ گزشتہ عشروں میں انجیلی ایمان کی بیداری کے ضمن میں اور خصوصاً بپتسماوی انجیلی کلیسیاؤں میں اس اقرارالایمان کی مقبولیت میں انقلابی اضافہ ہوا ہے۔

عام قارئین سے ہماری استدعا ہے کہ اگر وہ اس اقرارالایمان سے ناواقف ہیں تو کتاب مقدس کی مدد سے متعلقہ حوالہ جات کی روشنی میں اس کا مطالعہ کریں ورنہ بے جا غلط فہمیوں کا شکار

ہونے کا خدشہ ہے۔ پاسبانوں سے بھی ہماری یہی گزارش ہے کہ وہ پہلے ذاتی طور پر اس کا مطالعہ فرمائیں اور بعدازاں اس اقرارالایمان کو اپنے کلیسیائی منشور و آئین کا باقاعدہ حصہ بنائیں۔

حضرت پولس رسول نے پاسبانوں اور ایمانداروں کو خوب تاکید کی تھی کہ ''جو صحیح باتیں تو نے مجھ سے سنیں اس ایمان اور محبت کے ساتھ جو مسیح یسوع میں ہے ان کا خاکہ یاد رکھ''۔ (۲۔ تیمتھیس ۱:۱۳)۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خدا اس اقرارالایمان کے وسیلہ سے ایمانداروں اور کلیسیاؤں کو انجیل جلیل کی گواہی کیلئے مستحکم کرے۔ آمین ثم آمین!

پہلا باب

بابت کتاب مقدس

ا۔صرف کتاب مقدس ہی تمام نجات بخش علم، ایمان اور تابعداری کیلئے کافی، یقینی اور بے خطا معیار (۱) ہے۔ بیشک مظاہر فطرت (۲) اور الٰہی تخلیق و پروردگاری کے کاموں سے خدا کی بھلائی، حکمت اور قوت کا ایسا اظہار ہوتا ہے کہ انسان کیلئے کوئی عذر باقی نہیں رہتا تو بھی یہ مظاہر، انسان پر خدا کا وہ علم اور اس کی وہ مرضی ظاہر کرنے کیلئے ناکافی ہیں جو اس کی نجات کیلئے لازمی (۳) ہے۔ لہٰذا خدا کو یہ پسند آیا کہ وہ مختلف اوقات میں اور طریقوں سے اپنی کلیسیا پر اپنی ذات اور مرضی کا اظہار فرمائے۔ نیز بعد ازاں حق کی بہتر تحفظ و نشر و اشاعت، جسم کی آلودگی، شیطان اور دنیا کی بدی کے خلاف کلیسیا کی یقینی ثابت قدمی اور تسلی کیلئے اسے مکمل طور پر قلم بند کر دیا ہے (۴)۔ اس وجہ سے کتاب مقدس کی حیثیت لازمی ہو جاتی ہے کیونکہ وہ طریقے جن کے ذریعہ خدا اپنی مرضی اپنے لوگوں پر ظاہر کیا کرتا تھا اب وہ مدت سے موقوف ہو چکے ہیں۔

(۱) ۲۔ تیمتھیس ۳:۱۵۔۱۷؛ یسعیاہ ۸:۲۰؛ لوقا ۱۶:۲۹، ۳۱؛ افسیوں ۲:۲۰؛ (۲) رومیوں ۱:۱۹۔۲۱؛ ۲:۱۴۔۱۵؛ زبور ۱۹:۱۔۳؛ (۳) عبرانیوں ۱:۱؛ (۴) امثال ۲۲:۱۹۔۲۱؛ رومیوں ۱۵:۴؛ ۲۔پطرس ۱:۱۹۔۲۰۔

۲۔ کتاب مقدس یا تحریر شدہ کلام خدا کے عنوان کے تحت عہد عتیق اور عہد جدید کی مندرجہ ذیل تمام کتب آتی ہیں؛

عہد عتیق کی کتابیں

پیدائش کی کتاب
خروج کی کتاب
احبار کی کتاب
گنتی کی کتاب
استثنا کی کتاب
یشوع کی کتاب
قضاۃ کی کتاب
روت کی کتاب
۱۔سیموئیل کی کتاب
۲۔سیموئیل کی کتاب
۱۔سلاطین کی کتاب
۲۔سلاطین کی کتاب
۱۔تواریخ کی کتاب
۲۔تواریخ کی کتاب
عزرا کی کتاب
نحمیاہ کی کتاب
آستر کی کتاب
ایوب کی کتاب
زبور کی کتاب
امثال کی کتاب
واعظ کی کتاب
غزل الغزلات کی کتاب
یسعیاہ کی کتاب
یرمیاہ کی کتاب
نوحہ کی کتاب
حزقی ایل کی کتاب
دانی ایل کی کتاب
ہوسیع کی کتاب
یوایل کی کتاب
عاموس کی کتاب
عبدیاہ کی کتاب
یوناہ کی کتاب
میکاہ کی کتاب
ناحوم کی کتاب
حبقوق کی کتاب
صفنیاہ کی کتاب
حجی کی کتاب
زکریاہ کی کتاب
ملاکی کی کتاب

عہدِ جدید کی کتابیں

متی کی انجیل
مرقس کی انجیل
لوقا کی انجیل
یوحنا کی انجیل
رسولوں کے اعمال
رومیوں کا خط
۱۔ کرنتھیوں کا خط
۲۔ کرنتھیوں کا خط
گلتیوں کا خط
افسیوں کا خط
فلپیوں کا خط
کلسیوں کا خط
۱۔ تھسلنیکیوں کا خط
۲۔ تھسلنیکیوں کا خط

۱۔ تیمتھیس کا خط
۲۔ تیمتھیس کا خط
ططس کا خط
فلیمون کا خط
عبرانیوں کا خط
یعقوب کا خط
۱۔ پطرس کا خط
۲۔ پطرس کا خط
۱۔ یوحنا کا خط
۲۔ یوحنا کا خط
۳۔ یوحنا کا خط
یہوداہ کا خط
یوحنا عارف کا مکاشفہ

یہ سب کتابیں خدا کے الہام سے تحریر کی گئیں تھیں تا کہ ہمارے ایمان وعمل کیلئے واحد معیار ٹھہریں(۱)۔

(۱)۲۔تیمتھیس ۱۶:۳۔

۳۔وہ کتابیں جنہیں عام طور پر''اپا کرفا'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے غیر الہامی (۱) ہونے کی وجہ سے کتاب مقدس کی فہرست مسلمہ میں ہرگز شامل نہیں ہیں۔لہٰذا خدا کی کلیسیا ان کے زیرِ اختیار نہیں۔نیز انسانی کتابوں کی حیثیت سے زیادہ ان میں سے کسی ایک کو نہ تو تسلیم کیا جانا چاہئے اور نہ ہی انہیں زیرِ استعمال لانا چاہئے۔

(۱)لوقا ۲۴: ۲۷، ۴۴؛رومیوں ۳: ۲۔

۴۔کتاب مقدس کا اختیار جس کی بنیاد پر اس پر ایمان لانا چاہئے اس کا انحصار کسی انسان یا کلیسیا کی تصدیق پر نہیں بلکہ مکمل طور پر خدا پر ہے(جو بذات خود الحق ہے)اور جو اس کا مصنف ہے۔پس ہمیں اسے محض اسلئے تسلیم کر لینا چاہئے کہ یہ کلام خدا ہے(۱)۔

(۱)۲۔پطرس ۱: ۱۹۔۲۱؛ ۲۔تیمتھیس ۳: ۱۶؛ ۲۔تھسلنکیوں ۲: ۱۳؛ ۱۔یوحنا ۵: ۹۔

۵۔ممکن ہے کہ ہم خدا کی کلیسیا کی تصدیق سے متاثر ہو کر کتاب مقدس کو گہری عقیدت واحترام کی نظروں سے دیکھنے لگیں،تو بھی اس کے نفس مضمون کے الٰہی رنگ،تعلیمات کی تاثیر،خوبصورت اندازِ تحریر،مختلف حصوں کی ہم آہنگی،وسعت و گہرائی (جس کا مقصد خدا کو تمام جلال وعزت دینا ہے)،واحد وسیلہ نجات کا کامل انکشاف اور اس کی متعدد لاثانی وعالی خوبیاں اور تمام کامل صفات بذات خود ایسے زبردست دلائل ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہی کلام خدا ہے۔لیکن ان تمام

باتوں کے باوجود بے خطا سچائی اور الٰہی اختیار کے بارے میں ہماری مکمل ذاتی قائلیت و یقین روح القدس کی داخلی تحریک کی بنا پر ہے جو کلام خدا کے ذریعے اور کلام خدا کے ساتھ ہمارے دلوں میں گواہی دیتا ہے۔

(۱) یوحنا۱۶:۱۳، ۱۴؛ ۱۔ کرنتھیوں ۲: ۱۰۔ ۱۲؛ ۱۔ یوحنا ۲: ۲۰۔ ۲۷۔

۶۔ (خدا کے) اپنے ہی جلال کے لئے سب لازمی چیزیں یعنی انسان کی نجات اور ایمان و عمل سے متعلقہ خدا کی ساری مرضی کتاب مقدس میں یا تو صاف الفاظ میں مندرج ہے یا اس میں سے اخذ کی جاسکتی ہے (۱)۔ اس مرضی میں قطعاً کسی بات کا اضافہ کسی بھی وقت نہیں کیا جاسکتا خواہ وہ روح کا نیا مکاشفہ ہو یا انسانی روایات کیوں نہ ہوں۔

باوجودیکہ ہم انسانی دل میں روح القدس کی داخلی روشنی (۲) کو تسلیم کرتے ہیں جو ان باتوں کی نجات بخش تفہیم کیلئے لازمی ہیں جن کا انکشاف کتاب مقدس میں کیا گیا ہے۔ نیز عبادت خداوندی اور کلیسیائی انتظام سے متعلقہ بعض ایسے حالات پائے جاتے ہیں جو انسانی زندگی اور معاشرے میں عام ہوتے ہیں جنہیں فطرت کی روشنی اور مسیحی حکمت کے ساتھ کتاب مقدس کے ان عمومی اصولات کی روشنی میں زیرِ عمل لانا چاہئے جن کی پابندی ہمیشہ ہم پر فرض ہے (۳)۔

(۱) ۲۔ تیمتھیس ۳: ۱۵۔ ۱۷؛ گلتیوں ۱: ۸۔ ۹؛ (۲) یوحنا ۶: ۴۵؛ ۱۔ کرنتھیوں ۲: ۹۔ ۱۲؛ (۳) ۱۔ کرنتھیوں ۱۱: ۱۳، ۱۴؛ ۱۴: ۲۶، ۴۰۔

۷۔ بیشک کتاب مقدس کی تمام تعلیمات نہ تو یکساں طور پر بذات خود واضح ہیں اور نہ ہر شخص کے لئے یکساں طور پر شفاف ہیں (۱)۔ اس کے باوجود وہ تعلیمات جن کا نجات حاصل کرنے کے لئے جاننا، ان پر ایمان لانا اور عمل کرنا لازمی ہے، کتاب مقدس میں بعض جگہوں پر ان کی اس قدر

وضاحت وتشریح کردی گئی ہے کہ ایک تعلیم یافتہ انسان تو کیا ایک ناخواندہ انسان بھی عام وسائل کے تحت انہیں مناسب طور پر سمجھ سکتا ہے (۲)۔

(۱) ۲۔پطرس ۳: ۱۶؛ (۲) زبور ۱۹: ۷؛ ۱۱۹: ۱۳۰۔

۸۔عہدِ عتیق عبرانی زبان میں (۱) (جو کہ قدیم زمانے میں امت خدا کی مادری زبان تھی) اور عہد جدید یونانی زبان میں (جو کہ اپنی تحریر کے وقت اقوام عام میں استعمال العام تھی) خدا کے الہام، خاص تحفظ اور مرضی سے ہر دور میں ہر قسم کی غلطی سے پاک رکھے گئے ہیں۔پس یہ ہر لحاظ سے مستند ہیں (۲)۔اس اعتبار سے کلیسیا کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے تمام دینی وروحانی تنازعات میں اپنی حتمی فیصلہ جات کیلئے انہی کی طرف رجوع کرے (۳)۔لیکن چونکہ امت خدا کی اکثریت ان ابتدائی زبانوں سے واقفیت نہیں رکھتی جنہیں کتاب مقدس حاصل کرنے کا حق، اس میں دلچسپی رکھنے، اسے خوف خدا کے ساتھ پڑھنے اور اسکی تحقیق کرنے کا (۴) حکم دیا ہے۔لہذا یہ ضروری ہے کہ وہ ان تمام اقوام عام کی ہر ایک مادری زبان میں ان کا ترجمہ کریں جہاں کہیں وہ جاتے ہیں (۵)۔ تاکہ سب لوگوں کے دلوں میں کلام خدا کثرت سے بسے (۶) اور وہ خدا کی عبادت ایک قابل قبول طریقے سے کرسکیں۔نیز کتاب مقدس کے صبر اور تسلی کے وسیلہ سے امید حاصل کرسکیں۔

(۱) رومیوں ۳: ۲؛ (۲) یسعیاہ ۸: ۲۰؛ (۳) اعمال ۱۵: ۱۵؛ (۴) یوحنا ۵: ۳۹؛ (۵) ۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۶، ۹، ۱۱، ۱۲، ۲۴، ۲۸؛ (۶) کلسیوں ۳: ۱۶۔

۹۔کتاب مقدس کی تفسیر وتفہیم کا معیار کتاب مقدس بذات خود ہے (۱)۔لہذا جب کتاب مقدس کے کسی نکتے کے صحیح اور مکمل معانی کے بارے میں کوئی سوال پیدا ہوتا ہو (جو واحد ہے اور کثیر التعداد نہیں) تو اس صورت میں اس نکتے کی کتاب مقدس کے ان دوسرے حصوں کی روشنی میں

چھان بین کرنی چاہیے جو اس نکتے کو زیادہ وضاحت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔
(ا) ۲۔پطرس ۱: ۲۰، ۲۱؛ اعمال ۱۵: ۱۵، ۱۶۔

۱۰۔ وہ منصف اعلیٰ جس کی روشنی میں تمام روحانی مسائل طے پانے چاہئیں، جس معیار کی روشنی میں تمام مذہبی مجالس کے فتوے، قدیم مصنفین کی آراء، انسانی تعلیمات اور شخصی روحوں کو آزمانا چاہیے اور جس کے فیصلے پر ہمیں اکتفا کرنا چاہیے۔ وہ معیار کتاب مقدس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ فقط وہی روح القدس کی معرفت ہم تک پہنچا ہے۔ وہ کلام خدا ہی ہے جس کی روشنی میں ہمارے ایمان کا آخری تصفیہ ہوتا ہے۔
(ا) متی ۲۲: ۲۹، ۳۱؛ افسیوں ۲: ۲۰؛ اعمال ۲۸: ۲۳۔

دوسرا باب

متعلقہ خدائے پاک اور مقدس تثلیث

۱۔ فقط خداوند ہمارا خدا ہی واحد، زندہ اور برحق ہے۔ جو قائم بالذات ہستی ہے۔ وہ اپنے وجود اور کاملیت میں لامحدود ہے۔ اس کے اپنے علاوہ اور کوئی اس کی ذات کو سمجھ نہیں سکتا۔ وہ پاک ترین روح اور نادیدہ ہے۔ وہ نہ جسم رکھتا ہے نہ اعضاء اور نہ خواہشات۔ فقط وہی لافانی ہے جو اس نور میں سکونت رکھتا ہے جہاں کسی انسان کی رسائی نہیں ہوسکتی۔ وہ لاتبدیل، بزرگ، ازلی و ابدی، لامحدود، بعید از ادراک، قادر مطلق، ہر لحاظ سے بے پایاں، پاک ترین، دانا ترین، آزاد ترین، اور قطعی ہے جو تمام کام اپنی لاتبدیل اور پاک ترین مرضی کی مصلحت سے اپنے جلال کے لئے انجام دیتا ہے۔ وہ الرحمان، الرحیم، الکریم، صابر، نیکی و صداقت میں غنی، بدی، خطا اور گناہ معاف کرنے والا ہے۔ وہ جو خلوص دل سے اسکی جستجو کرتے ہیں انہیں اجر دینے والا ہے۔ وہ اپنی عدالت میں منصف اور اپنے تمام فیصلوں میں غضبناک ہے۔ اسے ہر قسم کے گناہ سے نفرت ہے اور وہ مجرم کو ہرگز بری نہیں کرے گا۔

(۱) ۱۔کرنتھیوں ۸:۴، ۶؛ استثنا ۶:۴؛ (۲) یرمیاہ ۱۰:۱۰؛ یسعیاہ ۴۸:۱۲؛ (۳) خروج ۳:۱۴؛ (۴) یوحنا ۴:۲۴؛ (۵) ۱۔کرنتھیوں ۱:۱۷؛ استثنا ۴:۱۵، ۱۶؛ (۶) ملاکی ۳:۶؛ (۷) ۱۔سلاطین ۸:۲۷؛ یرمیاہ ۲۳:۲۳؛ (۸) زبور ۹۰:۲؛ (۹) پیدائش ۱۷:۱؛ (۱۰) یسعیاہ ۶:۳؛ (۱۱) زبور ۱۱۵:۳؛ یسعیاہ ۴۶:۱۰؛ (۱۲) امثال ۱۶:۴؛ رومیوں ۱۱:۳۶؛ (۱۳) خروج ۳۴:۶، ۷؛ عبرانیوں ۱۱:۶؛ (۱۴) نحمیاہ ۹:۳۲، ۳۳؛ (۱۵) زبور ۵:۵، ۶؛ (۱۶) خروج ۳۴:۷؛ ناحوم ۱:۲، ۳۔

۲۔ خدا جو بذات خود زندگی، جلال، بھلائی اور مبارک ہے اور تنہا اپنی ذات میں خود کفیل ہے اپنی کسی

مخلوق کا محتاج نہیں کیونکہ یہ اس کے ہاتھ کی کاریگری ہیں اور نہ وہ اپنے جلال کے لئے ان پر تکیہ کرتا ہے بلکہ فقط ان میں، ان کے وسیلے سے اور ان پر اپنا جلال ظاہر کرتا ہے۔ صرف وہی تمام مخلوقات کا سرچشمہ ہے۔ اسی کے لئے، اسی کے وسیلے سے اور اسی کی وجہ سے تمام چیزیں اپنا وجود رکھتی ہیں۔ وہ تمام مخلوقات میں اپنی مرضی سے جیسا چاہے ان کے وسیلے سے، ان کے لئے اور ان سے کرنے پر واحد قادر مطلق ہے۔ اس کی نظر کے سامنے تمام چیزیں کھلی اور بے پردہ ہیں۔ اپنی مخلوقات کے بارے میں اس کا علم لامحدود، بے خطا اور آزاد ہے۔ لہٰذا اس کے لئے کوئی چیز اتفاقاً یا بے یقینی نہیں۔ وہ اپنے تمام ارادوں، کاموں اور حکموں میں کاملاً پاک ہے۔ وہ تمام فرشتوں اور انسانوں سے ہر قسم کی عبادت اور اطاعت کا حقدار ہے جو انہیں اپنے خالق کو پیش کرنی چاہئے اور وہ ان سے اپنی مرضی کے موافق کسی بھی چیز کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۱) یوحنا ۵:۲۶؛ (۲) زبور ۱۴۸:۳۱؛ (۳) زبور ۱۱۹:۶۸؛ (۴) ایوب ۲۲:۲،۳؛ (۵) رومیوں ۱۱:۳۴-۳۶؛ (۶) دانی ایل ۴:۲۵،۳۴،۳۵؛ (۷) عبرانیوں ۴:۱۳؛ (۸) حزقی ایل ۱۱:۵؛ اعمال ۱۵:۱۸؛ (۹) زبور ۱۴۵:۱۷؛ (۱۰) مکاشفہ ۵:۱۲-۱۴۔

۳۔ اس الٰہی اور لامحدود ہستی میں تین اقانیم پائے جاتے ہیں۔ یہ اقانیم باپ، کلمہ (بیٹا) اور روح القدس ہیں جو سب کے سب اپنے جوہر، قدرت اور ابدیت وازلیت میں یکساں ہیں۔ ان میں ہر ایک مکمل الٰہی جوہر کا مالک ہونے کے باوجود یہ الٰہی جوہر اپنے آپ میں غیر منقسم رہتا ہے۔ باپ خود نہ تو کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ کسی سے صادر ہوا ہے۔ بیٹا ازل سے باپ سے مولود ہے۔ روح القدس جو باپ اور بیٹے سے صادر ہوا ہے یہ سب کاملاً لامحدود ہیں اور ان کا کوئی آغاز نہیں پس وہی خدائے واحد ہے۔ اس کی ذات وہستی کو منقسم نہیں کیا جا سکتا بلکہ اسے متعدد مخصوص متعلقہ صفات اور شخصی تعلقات کے ذریعہ ان میں امتیاز کیا جا سکتا ہے۔ علم التثلیث کی یہ تعلیم خدا کے ساتھ ہماری

تمام رفاقت و پراطمینان انحصار کی بنیاد ہے۔

(۱) ۱۔یوحنا ۵:۷؛ متی ۱۹:۲۸؛ ۲۔کرنتھیوں ۱۴:۱۳ (۲) خروج ۱۴:۳؛ یوحنا ۱۱:۱۴؛ ۱۔کرنتھیوں ۶:۸؛ (۳) یوحنا ۱۴:۱، ۱۸؛ (۴) یوحنا ۲۶:۱۵؛ گلتیوں ۶:۴۔

تیسرا باب

بابت تقدیرِ الٰہی

ا۔ خدا نے وقوع پذیر ہونے والی ہر بات کو ازل سے اپنی دانشمندانہ ترین اور پاک ترین مرضی کے ارادہ سے آزادانہ اور لاتبدیل طور پر مقرر کیا ہے (ا)۔ تاہم خدا نہ تو گناہ کا بانی ٹھہرتا ہے اور نہ ہی اس سے متعلقہ کسی چیز سے رفاقت رکھتا ہے (۲)۔ وہ مخلوقات کی کسی مرضی کو مجبور نہیں کرتا اور نہ ہی دوسری وجوہات کی آزادی یا مرضی کو نظر انداز کرتا ہے۔ اس کے برعکس انہیں اپنی مرضی کی تکمیل اس انداز سے انجام دیتا ہے کہ اس سے ان تمام باتوں میں اس کی حکمت (۳) قوت اور وفاداری (۴) ظاہر ہو۔

(ا) یسعیاہ ۴۶:۱۰؛ افسیوں ۱:۱۱؛ عبرانیوں ۶:۱۷؛ رومیوں ۹:۱۵، ۱۸؛ (۲) یعقوب ۱:۱۳؛ ا۔ یوحنا ۱:۵؛ (۳) اعمال ۴:۲۷، ۲۸؛ یوحنا ۱۹:۱۱؛ (۴) گنتی ۲۳:۱۹؛ افسیوں ۱:۳۔۵۔

۲۔ بیشک خدا ان تمام باتوں کا علم رکھتا ہے جن کا واقع ہونا متوقع ہے یا جو مخصوص شرائط کے تحت واقع ہوں گی (ا) لیکن اس کے باوجود اس نے کسی بات کے رونما ہونے کو محض اس لئے مقرر نہیں کیا کہ وہ ان کے مستقبل کا علم سابق رکھتا ہے (۲) یا اس لئے کہ ان شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے۔

(ا) اعمال ۱۵:۱۸؛ (۲) رومیوں ۹:۱۱، ۱۳، ۱۶، ۱۸۔

۳۔ تقدیرِ الٰہی کی بنا پر اپنے جلال کے اظہار کی خاطر بعض انسانوں اور فرشتوں کو (ا) یسوع المسیح کے وسیلہ سے اپنے پرجلال فضل کی تعریف کے لئے ہمیشہ کی زندگی کے لئے ازل سے مقرر کیا ہے (۲)۔ باقی ماندہ کو اس کے پرجلال عدل کی تعریف کے لئے ان کے گناہ اور واجبی سزا میں چھوڑ دیا

ہے(۳)۔

(۱)۱۔تیمتھیس ۵:۲۱؛متی ۲۵:۳۴؛(۲)افسیوں ۱:۵،۶(۳)رومیوں ۹:۲۲،۲۳؛یہوداہ۴۔

۴۔ان فرشتوں اور انسانوں کو جنہیں ازل سے جانا اور مقرر کیا ہے انہیں خاص طور پر اور لاتبدیل طور پر علیحدہ کیا گیا ہے ہوران کی تعداد اس قدر حتمی اور ۵ یقینی ہے(۱) کہ اس میں نہ تو اضافہ کیا جا سکتا ہے اور نہ کمی۔

(۱)۲۔تیمتھیس ۲:۱۹؛یوحنا ۱۳:۱۸۔

۵۔نسل انسانی کی وہ تعداد جنہیں خدا نے حیات ابدی کے لئے پہلے سے چنا انہیں بنائے عالم سے پیشتر اپنے ابدی اور لاتبدیل ارادے، اپنی پوشیدہ مرضی اور نیک مصلحت کے مطابق مقرر کیا(۱) اور ابدی جلال کے لئے اور اپنی آزادانہ محبت اور فضل کی بنا پر مخلوقات کی کسی چیز یا اس سلسلہ میں کسی اور سبب کے بغیر المسیح میں چن لیا(۲)۔

(۱)افسیوں ۱:۴،۹،۱۱؛رومیوں ۸:۳۰؛۲۔تیمتھیس ۱:۹؛ا۔تھسلنکیوں ۵:۹؛(۲)رومیوں ۹:۱۳، ۱۶؛افسیوں ۲:۵،۱۲۔

۶۔خدا نے جس طرح نہ صرف برگزیدوں کو اپنی ابدی اور نہایت آزاد مرضی کے مطابق جلال کے لئے مقرر کیا ہے اسی طرح اس نے اپنی مرضی اور مقصد کی تکمیل کے لئے تمام وسائل بھی ازل سے مقرر کر دیئے ہیں(۱)۔چونکہ اس کے برگزیدے بھی اولاد آدم کی حیثیت سے گناہ میں گرنے والوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں لہذا خدا نے انہیں المسیح کے ذریعہ چھڑانے(۲) اور ایمان کے وسیلے بلانے کا ارادہ کیا۔علاوہ ازیں، انہیں مقررہ وقت پر، موثر طور پر روح کی تحریک سے المسیح میں بلایا، انکی شفاعت کی، انہیں اپنے فرزند بنایا، مقدس کیا اور ایمان کے وسیلہ(۳) اپنی قوت

سے نجات کے لئے محفوظ رکھا ہے (۴)۔ ان برگزیدوں کے سوا قطعاً اور کوئی انسان المسیح کے بغیر چھڑایا جاسکتا ہے، موثر طور پر بلایا جاسکتا ہے، انکی شفاعت ہوتی ہے، اپنی فرزند بنایا جاتا ہے، مقدس کیا جاتا ہے اور نہ ہی اسے نجات دی جاتی ہے (۵)۔

(۱) ا۔پطرس ۱:۲؛ ا۔تھسلنکیوں ۱۳:۲؛ (۲) ا۔تھسلنکیوں ۹:۵،۱۰؛ (۳) رومیوں ۳۰:۸؛ ۲۔تھسلنکیوں ۱۳:۲؛ (۴) ا۔پطرس ۵:۱؛ (۵) یوحنا ۲۶:۱۰، ۹:۱۷، ۶۴:۶۔

۷۔ ازلی الٰہی چناؤ کی اس انتہائی پر اسرار تعلیم کو خاص حکمت اور احتیاط سے زیرِ عمل لانا چاہئے۔ تاکہ کلام خدا میں موجود رضائے الٰہی سے رہنمائی حاصل کرنے اور اسکی اطاعت کرنے والے انسان اپنی یقینی موثر بلاہٹ کے ذریعہ اپنی ازلی برگزیدگی (۱) کا یقین کریں۔ اس کا یہ مفہوم ہے کہ وہ تمام لوگ جو انجیلی خوشخبری کے خلوص دل سے تابع ہیں ان کے لئے تعلیم ہذا تعریف، عزت اور ستائش خداوندی (۲) اور فروتنی، جانفشانی اور کمال تسلی (۴) کا باعث ٹھہرے۔

(۱) ا۔تھسلنکیوں ۴:۱،۵؛ پطرس ۱۰:۱؛ (۲) افسیوں ۶:۱؛ رومیوں ۳۳:۱۱؛ (۳) رومیوں ۵:۱۱، ۶، ۲۰؛ (۴) لوقا ۲۰:۱۰۔

چوتھا باب

بابت تخلیق

ا۔ابتدا میں خدا باپ، بیٹے اور روح القدس (ا) کو اپنی ابدی قوت (۲) کے جلال، حکمت اور بھلائی کے اظہار کی خاطر پسند آیا کہ وہ دنیا اور اسکی تمام چیزوں کو چھ دن میں خلق کرے یا بنائے خواہ وہ قابل دید یا ناقابل دید ہوں (۳)۔اور جو کچھ اس نے پیدا کیا وہ سب اچھا تھا۔

(ا) یوحنا ا:۲،۳؛ عبرانیوں ا:۲؛ ایوب ۲۶:۱۳؛ (۲) رومیوں ا:۲۰؛ (۳) کلسیوں ا:۱۶؛ پیدائش ا:۳۱

۲۔جب خدا نے باقی تمام مخلوقات کو بنالیا تو اس نے انسان کو ذی عقل اور لافانی روح کے ساتھ (ا) نر و ناری پیدا کیا (۲) تاکہ وہ خدا کے لئے اس زندگی کے لائق ہوں جس کے لئے انہیں پیدا کیا گیا یعنی انہیں علم، راستبازی اور حقیقی پاکیزگی میں خدا کی شبیہ پر پیدا کیا (۳)۔خدا کی شریعت ان کے دلوں پر لکھی گئی (۴)، اس کی پابندی کی قوت انہیں دی گئی تو بھی انہیں اس شریعت کی خلاف ورزی کے امکان کے تحت انہیں انکی اپنی مرضی کی آزادی پر چھوڑ دیا جو بدل سکتی تھی (۵)۔

(ا) پیدائش ا:۲۷؛ (۲) پیدائش ۲:۷؛ (۳) واعظ ۷:۲۹؛ پیدائش ا:۲۶؛ (۴) رومیوں ۲:۱۴،۱۵؛ (۵) پیدائش ۳:۶۔

۳۔ان کے دلوں پر شریعت لکھ دینے کے علاوہ انہیں ایک حکم دیا گیا تھا کہ وہ نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل نہ کھائیں (ا)۔ جب تک وہ اس حکم کے پابند رہے وہ خدا کے ساتھ اپنی رفاقت میں خوش و خرم رہے اور مخلوقات پر اختیار برقرار رکھے (۲)۔

(ا) پیدائش ۲:۱۷؛ (۲) پیدائش ا:۲۶،۲۸۔

پانچواں باب

بابت الٰہی پروردگاری

ا۔ خدا جو تمام چیزوں کا خالق ہے، اپنی لامحدود قوت اور حکمت سے بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی (۱) تمام مخلوقات اور چیزوں کو اپنی حکمت اور پاک مرضی سے سنبھالتا، انہیں منظم کرتا، مقرر کرتا (۲) اور اپنے بے خطا علم سابق اور اپنی آزاد اور لاتبدیل مرضی کی مصلحت کے مطابق (۳) اپنی حکمت کے جلال کی تعریف، قوت، انصاف، لامحدود بھلائی اور رحمت سے اس مقصد کے لئے ان پر حکمرانی کرتا ہے جس کے لئے انہیں خلق کیا گیا تھا۔

(۱) عبرانیوں ۱:۳؛ ایوب ۳۸:۱۱؛ یسعیاہ ۴۶:۱۰،۱۱؛ زبور ۱۳۵:۶؛ متی ۱۰:۲۹۔۳۱ (۳) افسیوں ۱:۱۱

۲۔ اگرچہ تمام چیزیں سبب اول یعنی الٰہی علم سابق اور تقدیر الٰہی ہی کے تعلق سے لاتبدیل اور بے خطا طور پر (۱) معرض وجود میں آئیں لہٰذا کوئی چیز بھی محض اتفاقاً یا الٰہی مرضی (پروردگاری) کے بغیر رونما نہیں ہوتی (۲) لیکن اسی الٰہی مرضی (پروردگاری) کے وسیلے سے اسباب ثانی کی نوعیت کے مطابق لازمی، آزادانہ یا مشروط طور پر (۳) رونما کرتا ہے۔

(۱) اعمال ۲:۲۳ (۲) امثال ۱۶:۳۳ (۳) پیدائش ۸:۲۲۔

۳۔ خدا اپنی عام پروردگاری کے عمل میں وسائل کو زیر استعمال لاتا ہے (۱) لیکن وہ ان کے بغیر، ان کے باوجود (۲) اور ان کے خلاف اپنی مرضی کی تکمیل میں آزاد ہے (۳)۔

(۱) اعمال ۲۷:۳۱،۴۴؛ یسعیاہ ۵۵:۱۰،۱۱ (۲) ہوسیع ۱:۷ (۳) رومیوں ۴:۱۹۔۲۱ (۴) دانی ایل

۲۷:۳

۴۔ خدا کی قدرت مطلقہ، بے قیاس حکمت اور لامحدود بھلائی اس کی پروردگاری میں اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ اس کی مقرر کردہ مرضی (آدم کے) گناہ اول اور فرشتوں اور انسانوں کے دیگر تمام گناہ آلودہ اعمال تک احاطہ کئے ہوئے ہے (۱)۔ (یہ محض اس کی اجازت سے ہی نہیں) بلکہ اسے وہ اپنے پاک ترین مقاصد کے کثیر التعداد اظہار کی خاطر انہیں کمال حکمت اور طاقت سے مقرر و منظم کرتا اور انہیں سنبھالتا ہے (۲)۔ تو بھی ان کے اعمال کی بدی صرف مخلوقات سے نکلتی ہے نہ کہ خدا سے جو کاملاً پاک اور راستباز ہے (۳) جو گناہ کا بانی (۴) یا تائید کرنے والا ہے نہ ہوسکتا ہے۔

(۱) رومیوں ۱۱: ۳۲۔۳۴؛ ۲۔ سیموئیل ۲۴: ۱؛ تواریخ ۲۱: ۱ (۲) سلاطین ۱۹: ۲۸؛ زبور ۷۶: ۱۰ (۳) پیدائش ۵۰: ۲۰؛ یسعیاہ ۱۰: ۶، ۷، ۱۲ (۴) زبور ۵۰: ۲۱؛ ۱۔ یوحنا ۲: ۱۶۔

۵۔ خدا جو نہائت دانا، راستباز اور رحیم ہے، بعض اوقات اپنے فرزندوں کو ان کے سابقہ گناہوں کی سزا دینے کے لئے یا بدی کی پوشیدہ قوت ان پر ظاہر کرنے اور انکے دلوں کی فریب کاری ان پر ظاہر کرنے کے لئے انہیں ایک مدت کے لئے مختلف اقسام کی آزمائشوں اور انکے دلوں کی آلودگیوں میں چھوڑ دیتا ہے تاکہ وہ فروتن ہوکر (۱) اپنی مدد کے لئے اور بھی زیادہ زور مسلسل طور پر خدا پر بھروسہ اور انحصار کرنا سیکھیں۔ نیز وہ مستقبل میں سرزد ہونے والے گناہوں کے تمام اسباب اور دیگر راست اور پاکیزہ مقاصد میں چوکس ہوسکیں۔ لہذا برگزیدوں کی زندگی میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب کچھ خدا کی مقرر کردہ مرضی، اس کے جلال اور ان کی بہتری کے لئے ہوتا ہے (۲)۔

(۱) ۲۔ تواریخ ۳۲: ۲۵، ۲۶، ۳۱؛ ۲۔ کرنتھیوں ۱۲: ۷۔۹ (۲) رومیوں ۸: ۲۸

۶۔ جہاں تک بدکاراور شریروں کا تعلق ہے خدا بحیثیت راستباز عادل انہیں سابقہ گناہوں کی وجہ سے انکی آنکھوں کواندھااوران کے دلوں کوسخت کردیتا ہے(۱)۔ وہ انہیں نہ صرف اپنے نجات بخش فضل سے محروم رکھتا ہے جس سے ان کے دل ودماغ روشن ہوسکتے تھے(۲) بلکہ بعض اوقات انہیں دی گئی نعمتیں بھی ان سے واپس لے لیتا ہے(۳) اورانہیں ایسی بدی میں ڈال دیتا ہے جہاں ان کی آلودگی ان کے گناہ کا سبب بن جاتی ہے(۴)۔ آخرکار خدا انہیں ان کی اپنی شہوتوں، دنیاوی آزمائشوں اورابلیس کے قبضے میں چھوڑ دیتا ہے(۵)۔ نتیجہ وہ اپنے دل ان وسائل کے تحت بھی سخت کرلیتے ہیں جنہیں خدا دوسروں کے دل نرم کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے(۶)۔

(۱) رومیوں ۱:۲۴_۲۶،۲۸؛ ۱۱:۷،۸ (۲) استثناہ ۲۹:۴ (۳) متی ۱۳:۱۲ (۴) استثناہ ۲:۳۰؛ ۲_سلاطین ۸:۱۲،۱۳ (۵) زبور ۸۱:۱۱،۱۲؛ ۲_تھسلنیکیوں ۲:۱۰_۱۲ (۶) خروج ۸:۱۵،۳۲؛ یسعیاہ ۶:۹،۱۰؛ ۱_پطرس ۲:۷،۸۔

۷۔ جس طرح الٰہی پروردگاری عام طور پر تمام مخلوقات کا احاطہ کئے ہوئے ہے اسی طرح یہ ایک مخصوص انداز میں خدا کی کلیسیا کی نگہبانی بھی کرتی ہے اور تمام چیزوں کو اس کی فلاح وبہبود کے لئے زیر استعمال لاتی ہے(۱)۔

(۱) ۱_تیمتھیس ۴:۱۰؛ عاموس ۹:۸،۹؛ یسعیاہ ۴۳:۳،۵۔

چھٹا باب

بابت ہبوط انسانی، گناہ اور اسکی سزا

۱۔ بے شک خدا نے انسان کو نیک اور کامل پیدا کیا، اسے راستباز شریعت دی جس کی اطاعت زندگی اور نافرمانی، موت کا باعث تھی (۱)۔ اس کے باوجود وہ زیادہ عرصہ تک اپنے اس اعزاز کو قائم نہ رکھ سکے۔ لہذا شیطان نے سانپ کی سی عیاری سے کام لیتے ہوئے حوا کو فریب دیا اور اس کے ذریعہ آدم کو بھی فریب دیا جس نے کسی قسم کی مجبوری کے بغیر ارادتاً اپنی خلقت کے قانون اور دیئے گئے حکم کو توڑا اور ممنوعہ پھل کھایا (۲) جسے خدا نے اپنی پُر حکمت اور پاک مصلحت میں ہونے دیا جس کے ذریعے وہ اپنے آپ کو جلال دینے کا ارادہ کر چکا تھا۔ ''ہبوط انسانی'' سے مراد ہے انسان کا اپنے ابتدائی مقام سے گر جانا۔

(۱) پیدائش ۲:۱۶، ۱۷ (۲) پیدائش ۳:۱۲، ۱۳؛ ۲۔کرنتھیوں ۱۱:۳

۲۔ اس گناہ کے باعث ہمارے آبائے اولین اپنی اصلی راستبازی اور الٰہی رفاقت کے مقام سے گر گئے اور ہم ان کے ساتھ۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ موت تمام انسانوں میں پھیل گئی (۱) اور سب گناہ میں مردہ ہو گئے (۲) اور وہ روح اور جسم کے تمام اعضاء و اجزاء مکمل طور پر آلودہ ہو گئے (۳)۔

(۱) رومیوں ۳:۲۳ (۲) رومیوں ۵:۱۲ وغیرہ وغیرہ (۳) ططس ۱:۱۵؛ پیدائش ۶:۵؛ یرمیاہ ۱۷:۹؛ رومیوں ۳:۱۰۔۱۹۔

۳۔ چونکہ وہ (آدم اور حوا) نسل انسانی کا ماخذ اور تمام نسل انسانی کا آغاز ہیں اس لئے خدا کے انتظام کے مطابق عام حالات کے تحت ان سے پیدا ہونے والی تمام نسل (۱) ان کے گناہ کے قصور

اور گناہ آلودہ فطرت میں شریک ہے جو اب گناہ میں پیدا ہوتی ہے (۲)۔ لہذا وہ فطرتاً غضب کے فرزند (۲)، گناہ کے غلام (۴)، موت (۵) اور دیگر تمام روحانی، مادی اور ابدی مصیبتوں کے لائق ہیں جب تک خداوند یسوع انہیں آزاد نہ کرائیں (۵)۔

(۱) رومیوں ۵: ۱۲۔۱۹؛ ۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۲۱، ۲۲، ۴۵، ۴۹؛ (۲) زبور ۵۱: ۵؛ ایوب ۱۴: ۴ (۳) افسیوں ۲: ۳ (۴) رومیوں ۶: ۲۰؛ ۵: ۱۲ (۵) عبرانیوں ۲: ۱۴، ۱۵؛ ۱۔ تھسلنکیوں ۱: ۱۰۔

۴۔ اس اصلی (ابتدائی) بگاڑ کی وجہ سے ہم کسی قسم کی نیکی کرنے کے نااہل، اس کے مخالف، بلکہ ہر قسم کی بدی کی طرف راغب ہیں (۱)۔ تمام گناہ اسی بدی سے شروع ہوتے ہیں (۲)۔

(۱) رومیوں ۸: ۷؛ کلسیوں ۱: ۲۱ (۲) یعقوب ۱: ۱۴، ۱۵؛ متی ۱۵: ۱۹۔

۵۔ جو نئے سرے سے پیدا ہوتے ہیں اس زندگی کے دوران گناہ آلودہ فطرت ان میں موجود رہتی ہے (۱)۔ بے شک المسیح کے وسیلے سے اسے معاف اور نیست کر دیا جاتا ہے تو بھی یہ بذات خود اور اس کی حرکات فی الحقیقت گناہ ہی ہیں (۲)۔

(۱) رومیوں ۷: ۱۸، ۲۳؛ واعظ ۷: ۲۰؛ ۱۔ یوحنا ۱: ۸ (۲) رومیوں ۷: ۲۳۔۲۵؛ گلتیوں ۵: ۱۷۔

ساتواں باب

بابت اِلٰہی عہد

ا۔خدااورانسان کے درمیان فاصلہ اس قدر زیادہ ہے کہ بس شک ذی عقل مخلوقات کو اپنے خالق کی اطاعت کرنا فرض ہے تو بھی خدا کی طرف سے رضا کارانہ پیش قدمی کے بغیر زندگی کی نعمت سے مستفید نہیں ہو سکتے تھے۔ خدا کو پسند آیا کہ وہ اپنی اس پیش قدمی کا اظہار عہد کے ذریعہ کرے (۱)۔

(۱) لوقا ۱۷: ۱۰؛ ایوب ۳۵: ۷، ۸

۲۔مزید برآں انسان نے گناہ میں گرنے کے باعث خود کو شریعت کی لعنت کے ماتحت کر دیا تو خدا کو یہ پسند آیا کہ فضل کا ایک ایسا عہد (۱) باندھے جس کے ذریعہ وہ گنہگاروں کو یسوع المسیح کے وسیلے سے مفت زندگی بخشے اور نجات دے سکے، وہ ان سے ایمان لانے کی توقع کرتا ہے تاکہ وہ نجات پائیں (۲)۔ نیز وہ تمام جو ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر کیے گئے ہیں انہیں اپنا روح القدس عطا کرے تاکہ انہیں ایمان لانے کے لئے رضامند کر سکے (۳)۔

(۱) پیدائش ۲: ۱۷؛ گلتیوں ۳: ۱۰؛ رومیوں ۳: ۲۰، ۲۱ (۲) رومیوں ۸: ۳؛ مرقس ۱۶: ۱۵-۱۶؛ یوحنا ۳: ۱۶ (۳) حزقی ایل ۳۶: ۲۶، ۲۷؛ یوحنا ۶: ۴۴، ۴۵؛ زبور ۱۱۰: ۳۔

۳۔اس عہد کا انکشاف انجیلی خوشخبری میں کیا گیا ہے۔ پہلے اسے آدم پر عورت کی نسل (۱) کے ذریعہ سے نجات کے وعدے میں ظاہر کیا گیا ہے۔ بعد ازاں دیگر طریقوں سے حتیٰ کہ اس کا مکمل مکاشفہ عہد جدید میں پایۂ تکمیل کو پہنچا (۲)۔ اس عہد کی بنیاد اس ابدی عہد کی کاروائی میں پائی جاتی

ہے جو برگزیدوں کی مخلصی کے بارے میں باپ اور بیٹے کے درمیان واقع ہوا (۳)۔ پس آدم کی کل گمراہ نسل میں سے جتنوں نے نجات پائی ان سب نے اس عہد کے فضل ہی کی بدولت نجات پائی اور زندگی اور مبارک ابدیت حاصل کی۔ کیونکہ انسان اب ان شرائط کے تحت خدا کے حضور مقبول ٹھہرنے کے قابل نہیں جن کے تحت آدم معصوم گنا جاتا تھا (۴)۔

(۱) پیدائش ۳:۱۵ (۲) عبرانیوں ۱:۱ (۳) ۲۔ تیمتھیس ۱:۹، ططس ۱:۲ (۴) عبرانیوں ۱۱:۶، ۱۳ رومیوں ۴:۱، ۲؛ اعمال ۴:۱۲؛ یوحنا ۸:۵۶۔

آٹھواں باب

بابت المسیح درمیانی

۱۔خدا کو اپنے ازلی ارادہ میں پسند آیا کہ اپنے اس باہم باندھے گئے عہد کے مطابق اپنے اکلوتے بیٹے خداوند یسوع کو خدا اور انسان کے درمیان واحد درمیانی (۱) کی حیثیت سے چنے اور مقرر کرے۔ اس نے اس نبی (۲)، کاہن (۳)، بادشاہ (۴)، اپنی کلیسیا کا سر (۵) اور منجی، تمام چیزوں کا وارث (۶) اور دنیا کا منصف (۷) مقرر کیا۔ اس نے ازل سے ایک مت کو اس کی نسل ہونے کے لئے اسے دے دیا تا کہ اس کے وسیلہ سے وقت مقررہ پر ان کا فدیہ دے کر انہیں بلائے، راستباز ٹھہرائے، مقدس کرے اور انہیں جلال دے (۸)۔

(۱) یسعیاہ ۴۲:۱؛ ۱۔پطرس ۱:۱۹، ۲۰ (۲) اعمال ۳:۲۲ (۳) عبرانیوں ۵:۵، ۶ (۴) زبور ۲:۶؛ لوقا ۱:۳۳ (۵) افسیوں ۱:۲۲، ۲۳ (۶) عبرانیوں ۱:۲ (۷) اعمال ۱۷:۳۱ (۸) یسعیاہ ۵۳:۱۰؛ یوحنا ۱۷:۶؛ رومیوں ۸:۳۰۔

۲۔مقدس تثلیث کا دوسرا اقنوم ابن خدا، حقیقی و ازلی خدا اور باپ کے جلال کی چمک ہے۔ اس کا اور باپ کا ایک ہی جوہر ہے اور وہ باپ کے برابر ہے۔ جس نے دنیا کو بنایا اور جو تمام چیزوں کو سنبھالتا اور ان پر حکمرانی کرتا ہے جو اس نے بنائی ہیں۔ اور جب وقت پورا ہو گیا تو اس نے تمام لازمی انسانی صفات اور عام کمزوریوں کے ساتھ انسانی فطرت کو اپنایا (۱) لیکن اس کے باوجود وہ بے گناہ رہا (۲)۔ وہ روح القدس کی قدرت سے کنواری مریم کے پیٹ میں پڑا۔ روح القدس مریم پر نازل ہوا اور خدا تعالیٰ کی قدرت نے اس پر سایہ ڈالا۔ لہٰذا وہ کتاب مقدس کے مطابق (۳) یہوداہ کے قبیلے کی عورت اور ابراہام اور داؤد کی نسل سے پیدا ہوا۔ پس وہ دو مکمل، کامل اور الگ

الگ فطرتوں کو بغیر ردوبدل کئے، ازسرنو ساخت کئے یا ان میں بے ترتیبی پیدا کئے، ناقابل جدا طور پر انہیں ایک اقنوم میں یکجا کر دیا۔ یہ شخصیت خدائے کامل اور انسان کامل، المسیح اور خدا اور انسان کے بیچ واحد درمیانی بھی ہے(۴)۔

(۱) یوحنا ۱:۱۴؛ گلتیوں ۴:۴ (۲) رومیوں ۸:۳؛ عبرانیوں ۲:۱۴، ۱۶، ۱۷؛ ۴:۱۵؛ (۳) متی ۱:۲۲، ۲۳؛ لوقا ۱:۲۷، ۳۱، ۳۵ (۴) رومیوں ۹:۵؛ ۱۔ تیمتھیس ۲:۵۔

۳۔ خداوند یسوع اس طرح اپنی انسانی ذات میں لیکن الٰہی ذات کے ساتھ پیوست ہو کر بیٹا ہونے کی حیثیت سے روح القدس سے مکمل طور پر مقدس اور مسح کئے گئے(۱)۔ ان میں حکمت اور معرفت کے سب خزانے پوشیدہ ہیں(۲)۔ انہی میں باپ کو پسند آیا کہ مقدس، بے ضرر، بے داغ(۳) اور فضل اور سچائی سے معمور ہوتے ہوئے(۴) ان میں تمام معموری اس طرح سکونت کرے(۵) کہ وہ درمیانی اور ضامن(۶) کی حیثیت سے اپنے عہدے کو کامل طور پر پورا کرنے کے اہل ہوں۔ یہ عہدہ انہوں نے بذات خود اختیار نہیں کیا تھا بلکہ اس کے لئے انہیں باپ کی طرف سے بلایا گیا تھا(۷) جس نے تمام قوت اور عدالت ان کے ہاتھ میں دے دی اور اسے بروئے کار لانے کا حکم دیا(۸)۔

(۱) زبور ۴۵:۷؛ اعمال ۱۰:۳۸؛ یوحنا ۳:۳۴ (۲) کلسیوں ۲:۳ (۳) کلسیوں ۱:۱۹ (۴) عبرانیوں ۷:۲۶ (۵) یوحنا ۱:۱۴ (۶) عبرانیوں ۷:۲۲ (۷) عبرانیوں ۵:۵ (۸) یوحنا ۵:۲۲، ۲۷؛ متی ۲۸:۱۸؛ اعمال ۲:۳۶۔

۴۔ خداوند یسوع نے اپنا یہ عہدہ کمال رضامندی سے پورا کیا(۱) جسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے وہ شریعت کے ماتحت پیدا ہوئے(۲)۔ انہوں نے اسے کامل طور پر پورا کیا اور وہ سزا اٹھائی

جوہمیں اٹھانی اور برداشت کرنی چاہئے تھی (۳)۔ وہ ہماری خاطر گناہ اور لعنتی بنے (۴)۔ انہوں نے اپنی روح میں رنج وغم کی بھاری اذیت برداشت کی اور سخت جسمانی دکھ جھیلے (۵)۔ انہیں مصلوب کیا گیا۔ وہ مر گئے اور مردہ حالت میں رہے لیکن اس کے باوجود سڑنے کی نوبت نہ پہنچی (۶)۔ وہ تیسرے دن مردوں میں سے اسی بدن میں ہی اٹھے (۷) جس میں انہوں نے دکھ اٹھایا تھا (۸)۔ وہ اسی بدن میں آسمان پر صعود بھی فرما گئے (۹)۔ وہاں وہ اپنے باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھے شفاعت کررہے ہیں (۱۰)۔ وہ آخر دنیا کے دن انسانوں اور فرشتوں کی عدالت کرنے کے لئے واپس تشریف لائیں گے (۱۱)۔

(۱) زبور۴۰:۷،۸؛ عبرانیوں۱۰:۵۔۱۰؛ یوحنا۱۰:۱۸ (۲) گلتیون۴:۴؛ متی۳:۱۵ (۳) گلتیوں۳:۱۳؛ یسعیاہ۵۳:۶؛ ۱۔پطرس۳:۱۸ (۴) ۲۔کرنتھیوں۵:۲۱ (۵) متی۲۶:۳۷، ۳۸؛ لوقا ۲۲:۴۴؛ متی ۲۷:۴۶ (۶) اعمال۱۳:۳۷ (۷) ۱۔کرنتھیوں۱۵:۳، ۴ (۸) یوحنا۲۰:۲۵، ۲۷ (۹) مرقس۱۶:۱۹؛ اعمال۱:۹۔۱۱ (۱۰) رومیوں۸:۳۴؛ عبرانیوں۹:۲۴ (۱۱) اعمال۱۰:۴۲؛ رومیوں۱۴:۹، ۱۰؛ اعمال۱:۱۱؛ ۲۔پطرس۲:۴۔

۵۔ خداوند یسوع نے اپنی کامل فرمانبرداری اور قربانی کے ذریعہ جوانہوں نے ابدی روح کے وسیلے ایک ہی بار خدا کے سامنے گزران کے عدل الٰہی کے تقاضوں کو کامل طور پر پورا کیا (۱)۔ انہوں نے اس سب کے لئے جنہیں باپ نے انہیں دیا ہے، ان کا باپ سے میل ملاپ کروادیا اوران کے لئے آسمان کی بادشاہی میں ایک ابدی میراث بھی خریدی (۲)۔

(۱) عبرانیوں):۱۴:۱۰:۱۴؛ رومیوں۳:۲۵، ۲۶ (۲) یوحنا۱۷:۲؛ عبرانیوں۹:۱۵

۶۔ اگرچہ المسیح کے وسیلے کفارے کی رقم درحقیقت ان کی تجسیم تک ادا نہ ہوئی تھی تو بھی اس کی

خوبیاں، تاثیراور فوائد آغاز دنیا ہی سے ہر زمانے میں متواتر برگزیدوں کو ان وعدوں، علامتوں اور قربانیوں کے ذریعہ منتقل ہوتے رہے ہیں جن میں المسیح ظاہر ہوتے تھے کہ وہ عورت کی نسل سے ہوں گے جو سانپ کے سر کو کچلیں گے (۱)، وہ بنائے عالم سے ذبح کیا ہوا برہ ہونگے (۲) جو کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہیں (۳)۔

(۱) ۱۔کرنتھیوں ۴: ۱۰؛ عبرانیوں ۴: ۲؛ ۱۔پطرس ۱: ۱۰، ۱۱ (۲) مکاشفہ ۱۳: ۸ (۳) عبرانیوں ۱۳: ۸۔

۷۔ درمیانی ہونے کے کام میں المسیح دونوں فطرتوں کی خاصیت کے مطابق کام کرتے ہیں۔ ہر ایک فطرت کے مطابق وہی جو مناسب ہے کیا لیکن پھر بھی چونکہ وہ ایک واحد شخصیت ہیں لہٰذا بعض اوقات کوئی کام جو ایک فطرت کے مطابق کیا گیا ہے اسے کتاب مقدس میں دوسری فطرت سے منسوب کیا گیا ہے۔

(۱) یوحنا ۳: ۱۳؛ اعمال ۲۰: ۲۸۔

۸۔ وہ تمام لوگ جن کے لئے المسیح نے ابدی نجات خرید لی ہے وہ اسے یقینی اور موثر طور پر ان کی زندگیوں میں استعمال کرتا اور اسے منتقل کرتا ہے۔ وہ ان کی شفاعت کرتا ہے (۱)۔، اپنی روح سے انہیں اپنے ساتھ پیوستہ کرتا ہے، نجات کے بھید کو ان پر کلام مقدس میں اور کلام مقدس کے ذریعہ سے ان پر ظاہر کرتا ہے، انہیں ایمان لانے اور اطاعت کرنے پر آمادہ کرتا (۲)، اپنے کلام اور روح سے ان کے دلوں پر حکمرانی کرتا (۳) اور اپنی عظیم قوت و حکمت کے زور سے ان کے دشمنوں پر غلبہ پاتا ہے (۴) وہ یہ سب کچھ ایسے ذرائع اور طریقوں سے عمل میں لاتا ہے جو اس کے عجیب و بے قیاس انتظام کے مطابق ہیں۔ یہ سب کچھ مفت اور صرف فضل کے باعث ہے جس کے حصول کیلئے ان کی جانب سے کسی شرط کو پہلے پورا ہونا متوقع نہیں ہوتا (۵)۔

(۱) یوحنا۶:۳۷؛ ۱۰: ۱۵، ۱۶؛ ۱۷: ۹؛ رومیوں ۵: ۱۰ (۲) یوحنا۱۷: ۶؛ افسیوں ۱: ۹؛ ۱۔ یوحنا۵: ۲۰
(۳) رومیوں ۸: ۹، ۱۴ (۴) زبور ۱۱۰: ۱؛ ۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۲۵، ۲۶ (۵) یوحنا۳: ۸؛ افسیوں ۱: ۸۔

۹۔ خدا اور انسان کے بیچ درمیانی کا یہ عہدہ صرف المسیح کے لئے مخصوص ہے جو خدا کی کلیسیا کا نبی، کاہن اور بادشاہ ہیں۔ اور درمیانی ہونے کا یہ عہدہ مجموعی یا جزوی طور پر کسی اور کو منتقل نہیں ہو سکتا(۱)۔

(۱) ۱۔ تیمتھیس ۲: ۵۔

۱۰۔ عہدوں کا شمار اور ترتیب ضروری ہے کیونکہ ہماری بے علمی کی وجہ سے ہمیں المسیح کے نبی کے عہدے کی ضرورت ہے(۱)۔ اسی طرح خدا سے ہماری جدائی اور ہماری اعلیٰ ترین خدمات کی کاملیت کے پیش نظر ہمیں ان کے کاہن کے عہدے کی ضرورت ہے تاکہ وہ خدا کے ساتھ ہمارا میل کرائیں اور اس کے حضور میں مقبول پیش کریں (۲)۔ اسی طرح چونکہ ہم اپنے آپ میں خدا کی طرف واپس لوٹ جانے اور اپنے روحانی دشمنوں سے رہائی اور تحفظ کرنے کی قطعاً اہلیت نہیں رکھتے لہذا ہمیں ان کے بادشاہ کے عہدے کی ضرورت ہے تاکہ وہ ہمیں اپنی آسمانی بادشاہی کے لئے آمادہ و مغلوب کریں، ہمیں ابھاریں، ہماری حوصلہ افزائی کریں، ہمیں آزاد کریں اور ہمارا تحفظ کریں (۳)۔

(۱) یوحنا۱: ۱۸؛ (۲) کلسیوں ۱: ۲۱؛ گلتیوں ۵: ۱۷ (۳) یوحنا۱۶: ۸؛ زبور ۱۱۰: ۳؛ لوقا۱: ۷۴، ۷۵۔

نواں باب

بابت آزادمرضی یاارادہ

ا۔خدانے انسان کی مرضی کواس قدرتی آزادی اوراظہاررائے کی قوت سےنوازہ ہے جسے مجبورکیا جاتاہےاورنہ کسی قدرتی دباؤکےذریعہ نیکی یابدی کرنےکاتہیہ کرتی ہے(ا)۔

(ا)متی ۱۷:۱۲؛یعقوب ۱:۱۴؛استثناہ ۱۹:۳۰۔

۲۔حالت معصومیت (بے گناہی) میں انسان ایسے کاموں کاارادہ کرنےاوران پرعمل پیرہونے کی آزادی اورقوت رکھتاتھاجوخداکی نظرمیں اچھےاورپسندیدہ تھے(ا)لیکن اس کے باوجوداس کے لئےغیر یقینی ہونےکےسبب اپنی اس حالت سےبرگشتہ ہوناممکن تھا(۲)۔

(ا)واعظ ۷:۲۹؛(۲)پیدائش ۳:۶۔

۳۔انسان اپنی حالت گناہ میں گرجانے کے باعث نجات کےحصول کے لئے(ا)کسی قسم کی روحانی نیکی کاارادہ کرنےکی تمام اہلیت مکمل طورپرکھوبیٹھاہے۔نتیجہ وہ نفسانی انسان ہونے کی حیثیت سےاس نیکی کامکمل طورپرمخالف ہےاورگناہ میں مردہ(۲)ہوتے ہوئےاپنی شخصیت کے زورسےخودکوبدل سکتاہےاورنہ اس کااہل بن سکتاہے(۳)۔

(ا)رومیوں ۵:۶؛۸:۷(۲)افسیوں ۲:۱،۵(۳)ططس ۳:۳،۵؛یوحنا ۶:۴۴

۴۔جب خداکسی گنہگارکوبدلتااوراسےحالت فضل میں لےآتاہےتووہ اسےاس کے گناہ کی قدرتی غلامی(ا)سےآزادکرتاہے۔نیزوہ فقط اپنےفضل کےوسیلہ سےاس لائق بناتاہےکہ وہ

آزادی سے روحانی نیکی کی نیت (مرضی) اور عمل دونوں کو بروئے کار لا سکے (۲)۔ اس کے باوجود اپنی اس آلودگی کی وجہ سے جو اس کے باطن میں پائی جاتی ہے وہ کامل طور پر نہیں چلتا۔ وہ نہ صرف نیکی کا ارادہ کرتا ہے بلکہ بدی کا بھی ارادہ کرتا ہے (۳)۔

(۱) کلسیوں ۱:۱۳؛ یوحنا ۸:۳۶ (۲) فلپیوں ۲:۱۳ (۳) رومیوں ۷: ۱۵، ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۲۳۔

۵۔ انسان کی اس مرضی (ارادہ) کو صرف حالت جلال میں ہی نیکی کرنے کے لئے کامل اور لاتبدیل طور پر آزاد بنایا جا سکے گا (۱)۔

(۱) افسیوں ۴:۱۳۔

دسواں باب

بابت موثر بلاہٹ

ا۔ وہ سب جنہیں خدا نے زندگی کے لئے پیشتر سے مقرر کیا ہے، اسے پسند آیا کہ انہیں اپنے وقت معینہ ومقررہ پر، اپنے کلام اور روح کے وسیلہ سے، اس حالت گناہ اور موت کی طبعی حالت میں یسوع المسیح کے ذریعہ (ا) فضل اور نجات کے لئے موثر طور پر بلائے (۲)۔ نجات دینے کے لئے وہ ان کے دماغوں کو روحانی طور پر اس طرح منور کرتا ہے کہ وہ خدا کی باتوں کو سمجھ سکیں (۳)۔ وہ ان کے سنگین دل کو نکال کر انہیں گوشتین دل بخشتا ہے (۴)۔ وہ ان کی نیتوں کی تجدید کرتا اور اپنی قدرت کے موافق انہیں نیکی کی طرف راغب کرتا ہے۔ نیز انہیں موثر طور پر یسوع کے پاس لاتا ہے (۵)۔ وہ فضل کے یوں راغب کرنے کے باوجود اپنی آزاد مرضی سے المسیح کے پاس آتے ہیں (۶)۔

(ا) رومیوں ۸: ۳۰؛ ۱۱: ۷؛ افسیوں ۱: ۱۰، ۱۱؛ ۲۔ تھسلنکیوں ۲: ۱۳، ۱۴ (۲) افسیوں ۲: ۱۔ ۶ (۳) اعمال ۲۶: ۱۸؛ افسیوں ۱: ۱۷، ۱۸ (۴) حزقی ایل ۳۶: ۲۶ (۵) استثناء ۳۰: ۶؛ حزقی ایل ۳۶: ۲۷؛ افسیوں ۱: ۱۹ (۶) زبور ۱۱۰: ۳؛ غزل الغزلات ۱: ۴۔

۲۔ یہ موثر بلاہٹ صرف خدا کے آزاد اور مفت فضل کی وجہ سے ہے نہ کہ انسان کے باطن میں پیشتر سے دیکھی ہوئی کسی خوبی یہ مخلوق کی کسی قوت یا وسیلہ کے سبب (ا) جو اس میں مکمل طور پر اثر پذیر اور اپنے گناہوں اور قصوروں میں اس وقت تک مردہ رہتا ہے جب تک روح القدس کے وسیلہ سے اسے زندہ اور نیا نہ بنایا جائے (۲)۔ اس کے بعد ہی اسے یہ توفیق عطا کی جاتی ہے کہ وہ اس بلاہٹ کا جواب دے سکے اور اس کے ساتھ عطا کئے گئے موثر فضل کو قبول کر سکے (۳)۔ جو اس

قوت سے کم نہیں جس نے المسیح کو مردوں میں سے زندہ کیا (۴)۔

(۱) ۲۔تیمتھیس ۱:۹؛ اوسیوں ۲:۸ (۲) ۱۔کرنتھیوں ۲:۱۴؛ افسیوں ۲:۵؛ یوحنا ۵:۲۵
(۳) افسیوں ۱:۱۹، ۲۰۔

۳۔نوزائیدگی ہی میں فوت ہو جانے والے بچوں کو المسیح روح کے ذریعہ نئے سرے سے پیدا کرتے ہیں (۱) جو جب چاہے، جہاں چاہے اور جیسے چاہے کام کرتا ہے (۲)۔اسی طرح وہ تمام برگزیدہ لوگ بھی جو کلام کی بشارت کے ذریعہ خارجی طور پر بلائے جانے کی توفیق نہیں رکھتے (نئے سرے سے پیدا کئے جاتے ہیں)۔

(۱) یوحنا ۳:۳، ۵، ۶ (۲) یوحنا ۳:۸۔

۴۔وہ لوگ جو برگزیدہ نہیں، بیشک وہ کلام کی بشارت کے وسیلہ سے بلائے جائیں اور شائد روح کی عام تحریکات محسوس کریں (۱) لیکن اس کے باوجود وہ باپ کی جانب سے موثر طور پر نہیں بلائے گئے، وہ المسیح کے پاس حقیقی طور پر آ سکتے ہیں اور نہ آئیں گے۔لہذا وہ نجات نہیں پا سکتے (۲)۔ خاص طور پر وہ لوگ جو مسیحی ایمان کا اقرار نہیں کرتے ان کے لئے نجات پانا کس قدر ناممکن ہے خواہ وہ مظاہر قدرت اور اپنے دینی عقیدے کی شریعت کے مطابق کیسی ہی سرگرم زندگی کیوں نہ بسر کریں (۳)۔

(۱) متی ۲۲:۱۴؛ ۱۳:۲۰، ۲۱؛ عبرانیوں ۶:۴، ۵؛ (۲) یوحنا ۶:۴۴، ۴۵، ۶۵؛ ۱۔یوحنا ۲:۲۴، ۲۵
(۳) اعمال ۴:۱۲؛ یوحنا ۴:۲۲؛ ۱۷:۳۔

گیارہواں باب

بابت تصدیق یا راستباز ٹھہرانا

ا۔خدا جنہیں موثر طور پر بلاتا ہے انہیں مفت راستباز بھی ٹھہراتا ہے(ا)۔لیکن وہ ایسا عمل ان کے اندر راستبازی پیدا کرنے سے انجام نہیں دیتا بلکہ ان کے گناہ معاف کر کے انہیں بحیثیت راستباز سمجھتا اور قبول کرتا ہے(۲)۔اس میں ان کی کسی کاوش کو دخل نہیں بلکہ یہ صرف المسیح کے مرہون منت ہے(۳)۔اس میں نہ ایمان کو ان کے ساتھ پیوند کیا گیا ہے نہ اس میں انکے ایمان لانے کے عمل کا یا ان کی راستبازی کے لئے ان کی کسی اور انجیلی فرمانبرداری کا دخل ہے بلکہ المسیح کی تمام شریعت کی مستعد راستبازی اور اپنی موت میں غیر مستعد فرمانبرداری کو ان کی مکمل اور واحد راستبازی کی خاطر(۴) پیوند کر کے وہ ایمان سے اس کی راستبازی حاصل کرتے اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں جو ان کی اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی بخشش ہے(۵)۔

(ا)رومیوں۳:۲۴؛ ۸:۳۰ (۲)رومیوں۴:۵۔۸؛ افسیوں ا:۷ (۳)ا۔کرنتھیوں ا:۳۰،۳۱ رومیوں ۵:۱۷۔۱۹ (۴)فلپیوں ۳:۸،۹؛افسیوں ۲:۸۔۱۰ (۵)یوحنا ا:۱۲؛ رومیوں ۵:۱۷۔

۲۔پس المسیح اور اس کی راستبازی کو حاصل کرنا اور اس پر بھروسہ کرنا ہی ایمان ہے اور ہمارے راستباز ٹھہرائے جانے کا واحد وسیلہ ہے(ا)۔لیکن راستباز ٹھہرائے گئے شخص میں صرف ایمان ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ باقی تمام نجات بخش نعمتیں بھی اپنا وجود رکھتی ہیں۔یہ کوئی مردہ ایمان نہیں لیکن محبت کی راہ سے کام کرتا ہے(۲)۔

(ا)رومیوں۳:۲۸ (۲)گلتیوں ۵:۶؛ یعقوب ۲:۱۷،۲۲،۲۶۔

۳۔ المسیح نے اپنی راستبازی اور موت کے وسیلہ سے ان تمام لوگوں کا قرضہ چکا دیا جو راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔اس نے اپنی صلیب کے خون میں اور اپنی قربانی کے ذریعے انکی واجب سزا خود برداشت کر کے ان کی خاطر خدا کے عدل کے تقاضوں کو مناسب، حقیقی اور مکمل طور پر پورا کیا(۱)۔لیکن جس طور پر باپ نے ان کے لئے ان کی خاطر اسے بخش دیا اور اس کی فرمانبرداری اور فدیے کو انکی خاطر قبول کیا اور وہ بھی مفت۔یہ ان کی کسی نیکی کی وجہ سے نہیں (۲) کیونکہ ان کا راستباز ٹھہرایا جانا صرف مفت فضل پر منحصر ہے تاکہ گنہگاروں کے راستباز ٹھہرائے جانے میں خدا کے سچے عدل اور اسکے بے حد فضل کی تعریف ہو(۳)۔

(۱) عبرانیوں۱۰: ۱۴؛ ۱۔پطرس۱: ۱۸، ۱۹؛ یسعیاہ۵۳: ۵، ۶ (۲) رومیوں۸: ۳۲؛ ۲۔کرنتھیوں۵: ۲۱
(۳) رومیوں۳: ۲۶؛ افسیوں۱: ۶، ۷؛ ۲: ۷۔

۴۔خدا نے تمام ازلیت سے تمام برگزیدوں کو راستباز ٹھہرانے کا فرمان جاری کیا(۱)۔نیز وقت پورا ہونے پر المسیح ان کے گناہوں کی خاطر موئے اور ان کے راستباز ٹھہرائے جانے کیلئے جی اٹھے(۲)۔تاہم وہ اس وقت تک شخصی طور پر راستباز نہیں ٹھہرائے جاتے جب تک روح القدس مقررہ وقت پر ان میں المسیح کی تاثیر پیدا نہ کرے(۳)۔

(۱) گلتیوں۳: ۸؛ ۱۔پطرس۱: ۲؛ ۱۔تیمتھیس۲: ۶ گلتیوں۴: ۴؛ رومیوں۴: ۲۵ (۳) کلسیوں۱: ۲۱، ۲۲؛ ططس۳: ۴۔۷۔

۵۔جو راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں خدا ان کے گناہ معاف کرتا رہتا ہے(۱)۔نیز بیشک وہ اپنے راستباز ٹھہرائے جانے کی حالت سے کبھی بھی گر نہیں سکتے (۲) لیکن وہ اپنے گناہوں کے باعث خدا کی پدرانہ خفگی کے تحت ضرور آتے ہیں (۳)۔اس حالت میں عام طور پر اس کے چہرے کا نور

ان پر اس وقت تک بحال نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے آپ کو عاجز نہ کریں، اپنے گناہوں کا اقرار نہ کریں، معافی نہ مانگیں اور اپنے ایمان اور توبہ کی تجدید نہ کریں (۴)۔

(۱) متی ۶:۱۲؛ ۱۔یوحنا ۱:۷۔۹ (۲) یوحنا ۱۰:۲۸ (۳) زبور ۸۹:۳۱۔۳۳ (۴) زبور ۳۲:۵؛ زبور ۵۱؛ متی ۲۶:۷۵۔

۶۔ عہد عتیق کے تحت ایمانداروں کا راستباز ٹھہرایا جانا ہر لحاظ سے عہد جدید کے تحت راستباز ٹھہرائے جانے کے مترادف ہے (۱)۔

(۱) گلتیوں ۳:۹؛ رومیوں ۴:۲۲۔۲۴۔

بارہواں باب

بابت لے پالک بنانا

خدا جنہیں راستباز ٹھہراتا ہے ان سب کو اپنے اکلوتے بیٹے میں اور اسی کی خاطر اپنے لے پالک ہونے کے فضل میں شریک ہونے کا شرف بھی عطا کرتا ہے(۱)۔ اس طرح انہیں گنتی میں شمار کر لیا جاتا ہے اور وہ فرزندان خدا کی آزادی(۲) اور حقوق سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ان پر اس کے نام کی چھاپ لگا دی جاتی ہے(۳) اور وہ لے پالک ہونے کا روح حاصل کرتے ہیں(۴)۔ نیز وہ فضل کے تخت کے پاس دلیری سے آسکتے ہیں۔ انہیں ابا باپ کہنے کی توفیق دی جاتی ہے(۵)۔ ان پر رحم(۶)، اور ان کا تحفظ کیا جاتا ہے(۷)، ان کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں(۸) اور خدا ایک باپ کی حیثیت سے ان کی تربیت کرتا ہے(۹) لیکن اس کے باوجود انہیں کبھی بھی رد نہیں کرتا(۱۰) بلکہ وہ مخلصی کے دن تک(۱۱) ان پر مہر لگی رہتی ہے اور ابدی نجات کے فرزندوں کی حیثیت سے وعدوں کی میراث پاتے ہیں(۱۲)۔

(۱) افسیوں ۱:۵؛ گلتیوں ۴:۴،۵ (۲) یوحنا ۱:۱۲؛ رومیوں ۸:۱۷ (۳) ۲۔کرنتھیوں ۶:۱۸؛ مکاشفہ ۳:۱۲ (۴) رومیوں ۸:۱۵ (۵) گلتیوں ۴:۶؛ افسیوں ۲:۱۸ (۶) زبور ۱۰۳:۱۳
(۷) امثال ۱۴:۲۶ (۸) ۱۔پطرس ۵:۷ (۹) عبرانیوں ۱۲:۶ (۱۰) یسعیاہ ۵۴:۸،۹؛ نوحہ ۳:۳۱
(۱۱) افسیوں ۴:۳۰ (۱۲) عبرانیوں ۱:۱۴؛ ۶:۱۲۔

تیرہواں باب

بابت تقدیس (پاکیزگی)

۱۔ وہ جو المسیح کے ساتھ پیوستہ ہیں، موثر طور پر بلائے گئے ہیں اور نئے سرے سے پیدا کئے گئے ہیں ان کے اندر المسیح کی موت اور جی اٹھنے کے باعث نیا دل اور روح پیدا کر کے اس کے کلام اور روح کے ذریعہ جو ان کے اندر سکونت کرتا ہے(۱) ان کی حقیقی اور شخصی (۲) طور پر مزید تقدیس بھی کی گئی ہے۔ اس طرح گناہ کے بدن کے تمام قبضے کو برباد کیا جاتا ہے (۳) اور اس کی مختلف شہوتوں کو زیادہ سے زیادہ کمزور اور نیست و نابود کیا جاتا ہے (۴)۔ انہیں (ایمانداروں) کو نجات کی تمام خوبیوں (۵) میں زیادہ سے زیادہ مستعد اور سرگرم کیا جاتا ہے تاکہ وہ اس حقیقی تقدیس (پاکیزگی) پر عمل پیرا ہو سکیں جس کے بغیر کوئی خدا کو نہ دیکھ سکے گا (۶)۔

(۱) اعمال ۲۰: ۳۲؛ رومیوں ۶: ۵، ۶ (۲) یوحنا ۱۷: ۱۷؛ افسیوں ۳: ۱۶-۱۹؛ ۱۔ تھسلنکیوں ۵: ۲۱-۲۳
(۳) رومیوں ۶: ۱۴　(۴) گلتیوں ۵: ۲۴؛　(۵) کلسیوں ۱: ۱۱　(۶) ۲۔ کرنتھیوں ۷: ۱؛
عبرانیوں ۱۲: ۱۴۔

۲۔ بے شک تقدیس ہذا کا عمل انسانی شخصیت کے تمام اعضاء پر حاوی ہوتا ہے (۱) لیکن یہ ہر عضو میں آلودگی اور بگاڑ ہونے کے باعث اس زندگی میں نامکمل رہتا ہے (۲) جس کے نتیجے میں ایک مسلسل اور مخالفانہ جنگ جاری رہتی ہے یعنی جسم روح کے خلاف اور روح جسم کے خلاف خواہش کرتا ہے (۳)۔

(۱) ۱۔ تھسلنکیوں ۵: ۲۳ (۲) رومیوں ۷: ۱۸، ۲۳ (۳) گلتیوں ۵: ۱۷؛ ۱۔ پطرس ۲: ۱۱

۳۔ ایسی جنگ میں ممکن ہے کہ ہماری (اندرونی) آلودگی یا بگاڑ ایک عرصے کے لئے غالب رہے(۱) لیکن المسیح کے تقدیس بخش روح کی قوت کی مسلسل رسد سے نجات یافتہ حصہ ضرور غالب آتا ہے(۲)۔ پس مقدسین ان تمام احکام کی خاطر خواہ اطاعت کرتے ہوئے جو المسیح نے اپنے کلام میں انہیں دیئے ہیں، آسمانی زندگی کی جستجو کے لئے فضل میں ترقی کرتے ہوئے خدا کے خوف کے ساتھ پاکیزگی (تقدیس) کو کمال تک پہنچاتے جاتے ہیں(۳)۔

(۱) رومیوں ۷:۲۳ (۲) رومیوں ۶:۱۴ (۳) افسیوں ۴:۱۵،۱۶؛ ۲۔کرنتھیوں ۳:۱۸؛ ۷:۱

چودہواں باب

بابت نجات بخش ایمان

ا۔ایمان کا وہ فضل جس کے وسیلہ سے برگزیدوں کو اپنی روحوں کی نجات کے لئے ایمان لانے کی توفیق دی جاتی ہے، ان کے دلوں میں روح القدس کی تحریک کا کام ہے(ا)۔ یہ کام عام طور پر کلام مقدس سننے کے ذریعہ وجود میں آتا ہے(۲)۔ (کلام مقدس کی اس خوبی) کے علاوہ بپتسمہ، عشائے ربانی، دعا اور خدا کے مقرر کردہ دیگر وسائل کی مدد سے (ہمارے ایمان کو) مضبوط اور پائیدار بھی بنایا جاتا ہے(۳)۔

(ا)۲۔کرنتھیوں۴:۱۳؛ افسیوں۲:۸ (۲)رومیوں۱۰:۱۴، ۱۷ (۳)لوقا۱۷:۵؛ ا۔پطرس۲:۲؛ اعمال۲۰:۳۲۔

۲۔اس ایمان کے وسیلہ سے ایک مسیحی کتاب مقدس میں لکھی گئی تمام باتوں پر ایمان رکھتا ہے کیونکہ یہ سچ ہیں اور ان میں خدا کا اختیار ہے(ا) نیز وہ اس کتاب مقدس کو دنیا کی دیگر تمام کتابوں اور چیزوں پر ترجیح دیتا ہے(۲) کیونکہ اس میں اس کی صفات کا الٰہی جلال، المسیح کی مافوق ذات اور مختلف مرتبوں میں اس کی فضیلت، روح القدس کے دیگر کاموں اور تحریکات کی قوت اور معموری کو بیان کیا گیا ہے۔اس طرح وہ جس سچائی پر ایمان لاتا ہے اس پر اسے اپنی روح انڈیلنے کی توفیق بھی دی جاتی ہے کہ وہ اس کتاب کے حوالوں کی تعلیم پر اور اس کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے (۴)، اس کی دھمکیوں سے کانپتے ہوئے (۵)، موجودہ اور آئندہ زندگی کے متعلق خدا کے وعدوں کو قبول کرتے ہوئے اس پر مختلف طریقوں سے عمل کرے۔لیکن نجات بخش ایمان کا فوری نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ المسیح کے ساتھ تعلق پیدا ہو جاتا ہے جس میں وہ اسے تسلیم کرتا ہے، اسے قبول کرتا

ہے اور اپنے راستباز ٹھہرائے جانے (شفاعت)، اپنی پاکیزگی اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے (۶) فضل کے عہد کی خوبی سے صرف اسی پر بھروسہ کرتا ہے (۷)۔

(۱) اعمال ۱۴:۲۴ (۲) وبور ۱۹: ۷۔۱۰؛ وبور ۱۱۹: ۷۲ (۳) ۲۔تیمتھیس ۱: ۱۲ (۴) یوحنا ۱۵: ۱۴
(۵) یسعیاہ ۶۶: ۲ (۶) عبرانیوں ۱۱: ۱۳ (۷) یوحنا ۱: ۱۲؛ اعمال ۱۶: ۳۱؛ گلتیوں ۲: ۲۰؛ اعمال ۱۵: ۱۱۔

۳۔ یہ ایمان ممکن ہے کہ مختلف حالتوں میں کمزور یا مضبوط ہو (۱) تاہم یہ اپنی معمولی ترین حالت میں بھی اپنی نوعیت یا فطرت میں (دیگر نجات بخش خوبیوں کی طرح) اس ایمان اور فضل عامہ سے مختلف ہوتا ہے جو عارضی ایمان لانے والوں میں پایا جاتا ہے (۲)۔ اور اس لئے اگرچہ اکثر اوقات اس ایمان پر حملہ کیا جائے اور اسے کمزور کیا جائے پھر بھی یہ مسیح ہمارے ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے (۳) کے وسیلہ سے بہتوں کی زندگی میں فتح مند رہتا ہے (۴) اور مکمل یقین پالینے میں مدد کرتا ہے (۵)۔

(۱) عبرانیوں ۵: ۱۳، ۱۴؛ متی ۶: ۳۰؛ رومیوں ۴: ۱۹، ۲۰ (۲) ۲۔پطرس ۱: ۱ (۳) عبرانیوں ۱۲: ۲
(۴) افسیوں ۶: ۱۶؛ ۱۔یوحنا ۵: ۴، ۵ (۵) عبرانیوں ۶: ۱۱، ۱۲؛ کلسیوں ۲: ۲۔

پندرہواں باب

بابت زندگی اور نجات کیلئے توبہ

ا۔ایسے برگزیدہ جو پختہ عمر میں تبدیل ہوتے ہیں، جنھوں نے اپنی زندگی نفسانی حالت میں اس طرح گزاری ہے کہ ایک عرصہ وہ مختلف خواہشوں اور لذتوں میں زندگی بسر کیا کرتے تھے خدا ان کی موثر بلاہٹ میں انہیں زندگی کے لئے توبہ کی توفیق بخشتا ہے(ا)۔

(ا)ططس ۳:۳۔۵

۲۔جب کہ ایسا کوئی انسان نہیں جو نیکی ہی کرتا ہو اور بدی نہ کرے(ا) یہاں تک کہ اچھے سے اچھے انسان بھی اپنی اس آلودگی کی قوت اور فریب کی وجہ سے جو ان کے باطن میں سکونت کرتی ہے، آزمائشوں کے گھیراؤ کی وجہ سے مختلف قسم کے گناہوں اور فریب کاریوں میں گر جاتے ہیں۔خدا نے اپنے فضل کے عہد کی بدولت یہ انتظام کیا ہے کہ وہ ایماندار جو اس طرح گناہ کرتے ہیں انہیں توبہ کے ذریعہ نیا بنا کر نجات دی جائے(۲)۔

(ا)واعظ ۷:۲۰(۲)لوقا ۲۲:۳۱،۳۲۔

۳۔نجات بخش توبہ ایک ایسی انجیلی توفیق ہے(ا) جس کے ذریعہ انسان کو روح القدس کے وسیلہ اس کے گناہ کی متعدد نجاستوں کا احساس دلا کر المسیح پر ایمان لاتے ہوئے اپنے گناہ کے لئے خود کو دینداری کے غم کے ساتھ عاجز کرے، اس سے کراہیت کرے اور انکسار ہوتے ہوئے(۲) بامقصد اور سرگرمی سے معافی اور فضل کی قوت کے لئے دعا مانگے تا کہ وہ روح القدس کی مدد سے ایسی زندگی گزارے جو خدا کے حضور تمام باتوں میں نہایت پسندیدہ ہو(۳)۔

(۱) زکریاہ ۱۲: ۱۰؛ اعمال ۱۱: ۱۸ (۲) حزقی ایل ۳۶: ۳۱؛ ۲۔ کرنتھیوں ۷: ۱۱ (۳) زبور ۱۱۹: ۶، ۱۲۸۔

۴۔ چونکہ گناہ کے بدن اور اس کی خواہشوں کے سبب توبہ کے عمل کو تا زندگی جاری رہنا چاہئے۔ لہذا ہر انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ہر اس گناہ سے توبہ کرے جس سے وہ خصوصاً آگاہ ہے (۱)۔

(۱) لوقا ۱۹: ۸؛ ۱۔ تیمتھیس ۱: ۱۳، ۱۵۔

۵۔ پس یہ ہے وہ الٰہی انتظام جو خدا نے المسیح کے وسیلہ سے فضل کے عہد کے تحت ایمانداروں کو مخلصی کے دن ان کے تحفظ کے لئے مہیا کیا گیا ہے کیونکہ بیشک گناہ خواہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو باعث دوزخ ہوتا ہے (۱) لیکن کوئی گناہ اتنا بڑا بھی نہیں کہ توبہ کرنے والے کو دوزخ میں ڈال دے (۲)۔ ان حقائق کے پیش نظر توبہ کی مسلسل بشارت انتہائی ضروری ہے۔

(۱) رومیوں ۶: ۲۳ (۲) یسعیاہ ۱: ۱۶۔ ۱۸؛ ۵۵: ۷۔

سولھواں باب

بابت نیک اعمال

۱۔ نیک اعمال صرف وہی ہیں جن کا حکم خدا نے اپنے پاک کلام میں دیا ہے(۱) نہ کہ وہ جن کا حکم کلام پاک میں نہیں دیا گیا جو بے لگام جوش میں یا نیک نیت کے کسی بھی بہانے سے انسانوں نے ایجاد کرر کھے ہیں(۲)۔

(۱)میکاہ۶:۸؛عبرانیوں۱۳:۲۱(۲)متی۱۵:۹؛یسعیاہ۲۹:۱۳۔

۲۔ یہ نیک اعمال جو خدا کے احکام کی اطاعت میں کئے جاتے ہیں ایک سچے اور زندہ ایمان کا پھل اور ثبوت ہیں(۱)۔ نیز ان کے ذریعہ ایماندار اپنی شکرگزاری کا اظہار کرتے (۲)، اپنی روحانی سلامتی کا یقین کرتے (۳)، اپنے بھائیوں کو مضبوط کرتے ، اپنے انجیلی اقرار کو زینت دیتے (۴)، اپنے دشمنوں کا منہ بند کرتے اور خدا کو جلال دیتے ہیں (۵) جس کی وہ کاریگری ہیں اور جن کے واسطے یسوع المسیح میں مخلوق ہوئے ہیں(۶) تاکہ پاکیزگی کا پھل لاکر آخرکار ابدی زندگی حاصل کریں (۷)۔

(۱)یعقوب۲:۱۸،۲۲(۲)زبور۱۱۶:۱۲،۱۳(۳)۱۔یوحنا۲:۳،۵؛۲۔پطرس۱:۵۔۱۱(۴)متی۵:۱۶
(۵)۱۔تیمتھیس۶:۱؛۱۔پطرس۲:۱۵؛فلپیوں۱:۱۱(۶)افسیوں۲:۱۰(۶)رومیوں۶:۲۲۔

۳۔ نیک اعمال کی اہلیت کا تعلق ان کی کسی ذاتی خوبی کے ساتھ نہیں بلکہ مکمل طور پر المسیح کے روح کے ساتھ ہے(۱)۔ انہیں نیک اعمال کرنے کی توفیق دینے کے لئے انہیں پہلے سے دی گئی بخششوں کے علاوہ روح القدس کی حقیقی تاثیر دی جاتی ہے جو ان کی نیت اور عمل دونوں میں اس کی

نیک خوشی کو پورا کرتا ہے(۲)۔تاہم انہیں اس ضمن میں اس خیال سے ہرگز لاپروہی سے کام نہیں لینا چاہئے کہ انہیں کسی بھی فرض کی ادیگی روح القدس کی تحریک کے بغیر نہیں کرنی چاہئے۔اسکے برعکس ان کا یہ فرض ہے کہ وہ خدا کی اس بخشش کو جو انہیں حاصل ہے سرگرمی سے چمکائیں(۳)۔

(۱)یوحنا۱۵:۴،۵ (۲) ۲۔کرنتھیوں۳:۵؛ فلپیوں۲:۱۳ (۳)فلپیوں۲:۱۲؛ عبرانیوں۶:۱۱۔۱۲؛ یسعیاہ۶۴:۷۔

۴۔وہ جو اپنی فرمانبرداری سے اس بلند ترین معیار تک پہنچ جاتے ہیں جسے اس زندگی میں حاصل کرنا ممکن ہے وہ درحقیقت اپنے فرض کی ادائیگی میں بھی ابھی کہیں زیادہ پیچھے ہیں(۱)۔

(۱)ایوب۹:۲،۳؛گلتیوں۵:۱۷؛لوقا۱۷:۱۰۔

۵۔ہم اپنے بہترین اعمال کے باوجود گناہوں کی معافی اور ابدی زندگی کے حقدار نہیں ہو سکتے،اس کی یہ وجہ ہے کہ ان کے اور آنے والے جلال میں بڑا فرق ہے۔نیز ہمارے اور خدا کے درمیان ایک لامحدود فاصلہ پایا جاتا ہے۔خدا کو ہمارے نیک اعمال سے نہ تو کوئی فائدہ پہنچتا ہے(۱)اور نہ ہی ان سے ہمارے سابقہ گناہوں کا قرض چکایا جا سکتا ہے۔لیکن جب ہم نے اپنے مقدور بھر سب کچھ کر لیا تو بھی ہم نے محض اپنا فرض ہی پورا کیا ہے۔نیز پھر بھی ہم نکمے نوکر کہلاتے ہیں اس لئے وہ ہماری کمزوریوں اور خامیوں کی وجہ سے اس قدر آلودہ ہوتے ہیں کہ خدا کی سخت عدالت کی تاب نہیں لا سکتے(۳)۔

(۱)رومیوں۳:۲۰؛ افسیوں۲:۸،۹؛ رومیوں۴:۶ (۲)گلتیوں۵:۲۲، ۲۳ (۳)یسعیاہ۶۴:۶؛ زبور۱۴۳:۲۔

۶۔ ان سے قطع نظر جب خدا ایمانداروں کو فرداً فرداً المسیح کے وسیلہ قبول کرتا ہے تو ان کے نیک اعمال بھی اس میں قبول کرتا ہے(۱)۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ اس زندگی میں مکمل طور پر بے عیب ہیں اور خدا کی نظر میں نا قابل سزا تھے بلکہ اس لئے کہ وہ ان سب نیک اعمال کو جو پر خلوص نیت سے کئے جاتے ہیں خدا اپنے بیٹے میں ان پر نگاہ کرتے ہوئے ان کی بہت سی کمزوریوں اور عیبوں کے باوجود انہیں بخوشی قبول کر کے اجر دیتا ہے(۲)۔

(۱)افسیوں ۱:۶؛ ۱۔پطرس ۲:۵ (۲) متی ۲۵:۲۱؛ عبرانیوں ۶:۱۰۔

۷۔ وہ اعمال جو غیر نجات یافتہ انسان کرتے ہیں ممکن ہے کہ وہ بذات خود خدا کے حکم کے مطابق ہوں نیز وہ ان کے لئے اور دوسروں کے لئے فائدہ مند ہوں(۱) لیکن چونکہ وہ ایک ایسے دل سے صادر نہیں ہوئے جو ایمان کے وسیلہ سے پاک کیا گیا ہے(۲)، نہ ہی وہ کلام مقدس کے مطابق درست طریقے سے انجام دیئے گئے ہیں(۳)، نہ ہی جائز مقصد یعنی خدا کے جلال کیلئے کئے گئے ہیں(۴) اس لئے وہ گناہ آلودہ ہیں اور خدا کو خوش نہیں کر سکتے اور نہ ہی خدا سے فضل حاصل کرنے کے لئے انسان کی مدد کر سکتے ہیں(۵)۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اگر وہ ان میں بھی لاپرواہی سے کام لیں تو یہ اور بھی زیادہ گناہ آلودہ اور خدا کی نظر میں نفرت انگیز ہے(۶)۔

(۱)۲۔سلاطین ۱۰:۳۰؛ ۱۔سلاطین ۲۱:۲۷، ۲۹ (۲) پیدائش ۴:۵؛ عبرانیوں ۱۱:۴، ۶
(۳)۱۔کرنتھیوں ۱۳:۱ (۴) متی ۶:۲، ۵ (۵) عاموس ۵:۲۱، ۲۲؛ رومیوں ۹:۱۶؛ ططس ۳:۵
(۶)ایوب ۲۱:۱۴، ۱۵؛ متی ۲۵:۴۱-۴۳۔

سترہواں باب

بابت مقدسین کا تحفظ یا ثابت قدمی

۱۔وہ جنہیں خدا نے اپنے عزیز میں قبول کر لیا ہے اور اپنے روح کی بدولت موثر طور پر بلا لیا ہے اور پاکیزہ کر لیا ہے نیز جنہیں اس نے اپنے برگزیدوں کا ایمان بخشا ہے وہ حالت فضل سے مکمل طور پر اور دائمی طور پر برگشتہ نہیں ہو سکتے بلکہ یقیناً آخر تک اسی حالت میں محفوظ رہیں گے یہ جانتے ہوئے کہ خدا کی نعمتیں اور بلاہٹ لاتبدیل ہیں، ابدی طور پر نجات پائیں گے جس میں وہ اب بھی ایمان، توبہ، محبت، امید اور روح کے تمام پلوں کو غیر فانی حد تک پیدا کرتا اور انہیں اس بنیاد اور چٹان پر سے دھکیلا نہیں جا سکتا جس کے ساتھ وہ ایمان سے پیوستہ ہیں۔ یہ نہ ان کے مقابل ٹھہر سکیں گے خواہ بے اعتقادی اور شیطانی آزمائشیں انہیں آلیں۔ خواہ خدا کا نور اور محبت ان سے ایک مدت کے لئے جدا ہو جائیں (۲)۔ لیکن اس کے باوجود وہ تبدیل نہیں ہوتا نیز انہیں خدا کی قوت سے نجات کے لئے یقیناً محفوظ رکھا جائے گا جہاں وہ اپنی خریدی ہوئی میراث سے لطف اندوز ہوں گے۔ وہاں خدا نے اپنی ہتھیلیوں پر ان کی صورت کھود رکھی ہے اور جہاں تمام ازل سے ان کے نام کتاب حیات میں مندرج ہیں (۳)۔

(۱) یوحنا ۱۰:۲۸، ۲۹؛ فلپیوں ۱:۶؛ ۲۔تیمتھیس ۲:۱۹؛ ۱۔یوحنا ۲:۱۹؛ (۲) زبور ۸۹:۳۱، ۳۲؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۱:۳۲ (۳) ملاکی ۳:۶۔

۲۔مقدسین کا یہ تحفظ ان کی ذاتی آزاد مرضی پر انحصار نہیں رکھتا بلکہ لاتبدیل الٰہی چناؤ کے ابدی فیصلے پر رکھتا ہے (۱) جو خدا باپ کی آزاد اور لاتبدیل محبت سے صادر ہوتا ہے۔ نیز اس کا انحصار یسوع المسیح کی خوبی اور شفاعت کی تاثیر اور ان کے ساتھ پیوستگی (۲)، خدا کے عہد (۳)، روح کی سکونت اور

انکے اندر خدا کے تخم (۴) اور فضل کی عہد (۵) کی نوعیت پر انحصار رکھتا ہے جس سے ان امور کی یقینی اور بے خطا حیثیت بھی پیدا ہوتی ہے۔(۱) رومیوں ۸:۳۰؛ ۹:۱۱، ۱۶ (۲) رومیوں ۵:۹، ۱۰؛ یوحنا ۱۴:۱۹ (۳) عبرانیوں ۶:۱۷، ۱۸ (۴) ۱۔ یوحنا ۳:۹ (۵) یرمیاہ ۳۲:۴۰۔

۳۔ تاہم ممکن ہے کہ وہ ابلیس اور دنیا کی آزمائشوں، باطنی بقیہ آلودگی اور اپنے تحفظ کو برقرار رکھنے کے وسائل میں لاپرواہی کے باعث گھناؤنے گناہوں میں گر جائیں اور ایک مدت تک ایسی حالت میں پڑے بھی رہیں (۱) جس کے نتیجہ میں خدا کی ناراضگی مول لیں اور اس کے روح کو رنجیدہ کریں (۲)، کسی حد تک اپنی بخششوں اور نعمتوں سے محروم بھی ہو جائیں (۳)۔ ان کے دل سخت ہو جائیں اور ان کے ضمیر مجروح ہو جائیں (۴)، دوسروں کے لئے دکھ اور رسوائی کا باعث بنیں اور اپنے آپ پر عارضی غضب کو موقع دیں (۵)۔ اس کے باوجود وہ اپنی توبہ کے اقرار کو بحال کر کے یسوع المسیح پر ایمان کے باعث آخر تک محفوظ رہیں گے (۶)۔

(۱) متی ۲۶:۷۰، ۷۲، ۷۴ (۲) یسعیاہ ۶۴:۵، ۹؛ افسیوں ۴:۳۰ (۳) زبور ۵۱:۱۰، ۱۲؛ (۴) زبور ۳۲:۳، ۴ (۵) ۲۔ سیموئیل ۱۲:۱۴ (۶) لوقا ۲۲:۳۲، ۶۱، ۶۲۔

اٹھارہواں باب

بابت فضل اور نجات کا یقین

۱۔ بے شک ریاکار اور غیر نجات یافتہ انسان جھوٹی امیدوں اور نفسانی سہاروں کے باعث اپنے آپ کو خدا کے منظور نظر اور نجات یافتہ ہونے سے فریب دیتے ہیں لیکن ان کی یہ امیدیں خاک میں مل جائیں گی (۱)۔ اس کے برعکس وہ جو یسوع المسیح پر حقیقتاً ایمان رکھتے ہیں اور خلوص دل سے اس سے محبت رکھتے ہیں، اس کے حضور درحقیقت صاف طور پر یقین کریں کہ وہ فضل کی حالت میں ہیں اور خدا کے جلال کی امید میں خوشی منائیں (۲) جو انہیں کبھی بھی شرمندہ نہ ہونے دے گی (۳)۔

(۱) ایوب ۸: ۱۳، ۱۴؛ متی ۷: ۲۲، ۲۳ (۲) ۱۔ یوحنا ۲: ۳؛ ۳: ۱۴، ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۲۴؛ ۵: ۱۳
(۳) رومیوں ۵: ۲، ۵۔

۲۔ یہ یقین کسی ناقص امید پر مبنی کوئی بے بنیاد قیاس آرائی اور ممکن اندازہ نہیں بلکہ ایمان کا وہ محکم یقین ہے (۱) جو المسیح کے اس خون اور راستبازی پر مبنی ہے جس کا مکاشفہ انجیل میں کیا گیا ہے (۲)۔ نیز روح کی ان بخششوں کے اس داخلی ثبوت پر جس کے لئے وعدے کئے ہیں (۳) اور لے پالک ہونے کی روح کی گواہی پر جو ہماری روحوں کے ساتھ مل کر گواہی دیتی ہیں ہ ہم خدا کے فرزند ہیں (۴) اور اس کا پھل ہونے کی حیثیت سے اپنے دل کو عاجز اور پاک رکھتے ہیں (۵)۔

(۱) عبرانیوں ۶: ۱۱، ۱۹ (۲) عبرانیوں ۶: ۱۷، ۱۸ (۳) ۲۔ پطرس ۱: ۴، ۵، ۱۰، ۱۱ (۴) رومیوں ۸: ۱۵، ۱۶ (۵) ۱۔ یوحنا ۳: ۱۔ ۳۔

۳۔ یہ یقین محکم ایمان کے جوہر کے ساتھ اس طرح منسلک نہیں لیکن ممکن ہے کہ حقیقی ایماندار کو اسے حاصل کرنے کے لئے طویل انتظار کرنا پڑے اور گونا گوں مشکلات میں سے گزرنا پڑے (۱)۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ جب روح القدس اسے ان بخششوں کو سمجھنے کی توفیق دے جو خدا نے اسے بلاقیمت اور بغیر کسی غیر معمولی مکاشفے کے، محض عام وسائل کو صحیح طور سے بروئے کار لانے کے وسیلہ سے اسے حاصل کرلے (۲)۔ لہذا یہ ہر ایک کا فرض ہیکہ وہ پوری سرگرمی سے اپنی بلاہٹ اور برگزیدگی کا یقین کرلے تا کہ اس کا دل روح القدس کے اطمینان اور مسرت، محبت، خدا کی شکرگزاری، فرمانبرداری اور فرمانبرداری کے فرائض کے زور اور خوشی سے لبریز ہو جائے جو اس یقین کے مطلوبہ پھل ہیں (۳)۔ یہ یقین محکم انسانی کردار کو کمزور نہیں ہونے دیتا (۴)۔

(۱) یسعیاہ ۵۰:۱۰؛ زبور ۸۸؛ زبور ۷۷:۱-۱۲ (۲) ۱-یوحنا ۴:۱۳؛ عبرانیوں ۶:۱۱،۱۲
(۳) رومیوں ۵:۱،۲،۵؛ ۱۴:۱۷؛ زبور ۱۱۹:۳۲ (۴) رومیوں ۶:۱،۲؛ ططس ۲:۱۱،۱۲،۱۴۔

۴۔ ممکن ہے کہ سچے ایمانداروں کا یقین مختلف طریقوں سے متزلزل، کمزور اور غیر متسلسل ہو جائے جو کہ سرگرم زندگی میں لاپرواہی کی وجہ سے (۱)۔ کسی ایسے خاص قسم کے گناہ میں گر جانے سے ہو سکتا ہے، جس سے ضمیر مجروح ہو جائے اور روح کے رنجیدہ ہو جانے سے (۲)، اچانک کسی ناقابل برداشت آزمائش سے (۳)۔ خدا اپنے چہرے کے نور کو چھپا لینے سے، اپنا نور ایسے لوگوں سے بھی چھپا لینے اور انہیں تاریکی میں رکھنے سے جو اس کا خوف مانتے ہیں (۴)، لیکن ان کے باوجود خدا کا تخم (۵)، ایمان کی زندگی (۶)، خدا اور بھائیوں کی وہ محبت، وہ خلوص دل اور احساس ذمہ داری ان سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ ان کی موجودگی میں روح کی تحریک کے باعث آخرکار یہ یقین دوبارہ بحال ہو جاتا ہے (۷)۔ نیز ان تمام حالتوں میں یہ ایماندار مکمل مایوسی سے بچے رہتے ہیں (۸)۔

(۱)غزل الغزلات۵:۲،۳،۶ (۲)زبور۵۱:۸،۱۲،۱۴ (۳)زبور۱۱۶:۱۱؛ ۷۷:۷،۸؛ ۳۱:۲۲

(۴)زبور۳۰:۷(۵)۱۔یوحنا۳:۹(۶)لوقا۲۲:۳۲(۷)زبور۴۲:۵،۱۱(۸)نوحہ۳:۲۶۔۳۱

اُنیسواں باب

بابت اِلٰہی شریعت

ا۔خدانے آدم کو عالمگیر فرمانبرداری کی شریعت دی جو اس کے دل پر لکھی ہوئی ہے۔نیز ایک خاص حکم بھی دیا کہ نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل نہ کھانا(ا)۔اس میں خدا نے آدم اور اس کی تمام نسل کو ذاتی، کلی، قطعی، دائمی اور مسلسل اطاعت کا پابند کر دیا(۲) جس کی فرمانبرداری پر زندگی اور خلاف ورزی پر موت کا وعدہ تھا۔نیز اس کی اطاعت کرنے کے لئے اسے قوت اور توفیق بھی عطا کی(۳)۔

(ا) پیدائش ا:۲۷؛ واعظ ۷:۲۹(۲) رومیوں ۱۰:۵(۳) گلتیوں ۳:۱۰، ۱۲۔

۲۔وہی شریعت جو پہلے انسان کے دل پر لکھی گئی تھی گناہ میں گرنیکے بعد راستبازی کا مکمل معیار رہی(ا) جسے کوہ سینا پر دس احکام کی صورت میں پتھر کی دو تختیوں پر کندہ کر کے خدا نے دے دیا۔ ان میں پہلے چار احکام خدا کے بارے میں ہمارے فرائض اور دیگر چھ احکام انسانوں کے بارے میں ہمارے فرائض پر مشتمل ہیں(۲)۔

(ا) رومیوں ۲:۱۴، ۱۵(۲) استثناء ۱۰:۴۔

۳۔یہ شریعت جسے عام طور پر اخلاقی شریعت بھی کہا جاتا ہےاس کے علاوہ خدا کو پسند آیا کہ امت اسرائیل کو رسوماتی احکام بھی دے جو کئی علامتی دستورات پر مشتمل تھے۔ان میں بعض احکام عبادت کے تعلق سے المسیح کی خوبیوں، ان کی حیات مبارکہ، مصائب اور برکات سے متعلقہ تھے(ا)۔بعض مختلف اخلاقی فرائض کی ہدایات سے تعلق رکھتے تھے(۲)۔یہ سب رسوماتی قوانین

صرف اصلاح کے عہد تک کے لئے مقرر کیے گئے تھے اور انہیں یسوع المسیح نے منسوخ کر دیا اور واپس لے لیا جو مسیح حقیقی، واحد شریعت دہندہ ہے اور باپ نے اسی مقصد کے لئے اسے قوت دی تھی (۳)۔

(۱) عبرانیوں ۱۰:۹؛ کلسیوں ۲:۱۷ (۲) ۱۔کرنتھیوں ۵:۷ (۳) کلسیوں ۲:۱۴، ۱۶، ۱۷؛ افسیوں ۲:۱۴، ۱۶۔

۴۔ اس نے انہیں اور کئی عدالتی قوانین بھی عطا کئے جو ان کی قومی ریاست کے ساتھ ہی ختم ہو گئے۔ اب ان کی پابندی کسی شخص پر فرض نہیں ماسوائے ان عام اصولات کے جو ان کے پس پردہ کارفرما ہیں (۱)۔

(۱) ۱۔کرنتھیوں ۹:۸۔۱۰

۵۔ اخلاقی شریعت کی پابندی ہر شخص پر تا ابد فرض ہے جس میں راستباز اور دیگر سب شامل ہیں (۱)۔ اس کی پابندی محض اس لئے نہیں کہ اس میں اخلاقی امور شامل ہیں بلکہ اس اختیار کی وجہ سے جسے عطا کرنے والا خدائے خالق ہے (۲)۔ نیز المسیح اس شریعت کو اناجیل میں کسی صورت میں بھی منسوخ نہیں کرتے بلکہ اس کی پابندی پر زور دیتے ہیں (۳)۔

(۱) رومیوں ۱۳:۸۔۱۰؛ یعقوب ۲:۸، ۱۰۔۱۲ (۲) یعقوب ۲:۱۰۔۱۱ (۳) متی ۵:۱۷۔۱۹؛ رومیوں ۳:۳۱

۶۔ اگرچہ حقیقی ایماندار اعمال کے عہد کی حیثیت سے شریعت کے تحت نہ تو راستباز اور نہ ہی مجرم ٹھہرائے جاتے ہیں (۱) تاہم یہ ان کے لئے اور دوسروں کے لئے مفید ہے کیونکہ یہ ان کے معیار

زندگی کے تعین کے لئے خدا کی مرضی اور اپنی ذمہ داری سے آگاہ کرتے ہوئے ان کی رہنمائی و ہدائت کرتی ہے تاکہ وہ اس کے پابند ہو کر اس کے مطابق عمل کریں۔ یہ ان پر ان کی فطرت، دل اور زندگی کی گناہ آلودگیاں ظاہر کرتی ہے تاکہ وہ اس کے وسیلہ سے اپنے آپ کا مزید جائزہ لے کر اپنی گناہ آلودگی کی مزید قائلیت، اس پر افسوس اور اس سے نفرت رکھیں (۲) اس کے علاوہ وہ المسیح اور اس کی کامل راستبازی کی ضرورت کو اور بھی واضح طور پر پہچانیں۔ نیز جو نئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں ان کے لئے بھی یکساں مفید ہے تاکہ وہ اپنے جبلتی بگاڑ کو قابو میں رکھیں کیونکہ شریعت گناہ کرنے کی ممانعت کرتی ہے اور اس میں پائی جانے والی دھمکیاں ظاہر کرتی ہیں کہ ان کے گناہوں کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ نیز اس زندگی میں بھی گناہ کے باعث ان پر کیا مصیبتیں متوقع ہیں باوجودیکہ وہ اس لعنت اور اس کی سختی کے ماتحت نہیں جس سے شریعت آگاہ کرتی ہے۔

اسی طرح اس شریعت میں پائے جانے والے وعدے انہیں بتاتے ہیں کہ اطاعت ہی میں خدا کی خوشنودی ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے والے لوگ کن برکات کی توقع کر سکتے ہیں۔ تاہم اعمال کے عہد کی حیثیت شریعت کی پابندی کی وجہ سے نہیں ہے اگر کوئی نیکی کرتا ہے اور بدی سے باز رہتا ہے تو شریعت نیکی کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی اور بدی سے روکتی ہے۔ لیکن اس سے انسان کا شریعت کے ماتحت ہونا اور فضل کے ماتحت نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا (۳)۔

(۱) رومیوں ۶:۱۴؛ گلتیوں ۲:۱۶؛ رومیوں ۸:۱؛ ۱۰:۴ (۲) رومیوں ۳:۲۰؛ ۷:۷ وغیرہ وغیرہ۔ (۳) رومیوں ۶:۱۲-۱۴ (قاری ا۔ پطرس ۳:۸-۱۳ کا بھی مطالعہ کرے)۔

۷۔ شریعت کے متزکرہ بالا فوائد انجیلی خوشخبری کے فضل کے متضاد نہیں بلکہ اس کے ساتھ خوبصورت مطابقت رکھتے ہیں (۱)۔ المسیح کا روح انسانی مرضی کو اس طرح زیر کرتا اور اسے اپنے لائق بناتا ہے کہ وہ خدا کی مرضی کو جو شریعت میں ظاہر کی گئی ہے اسے آزادی اور خوشی سے پوری کرے کیونکہ

خدا اس کی اطاعت کا مطالبہ کرتا ہے (۲)۔

(۱) گلتیوں ۳:۲۱ (۲) حزقی ایل ۳۶:۲۷۔

بیسواں باب

بابت انجیلی خوشخبری اور اسکے فضل کی وسعت

۱۔ چونکہ اعمال کا عہد جو گناہ کی وجہ سے ٹوٹ چکا تھا اور زندگی کے لئے بے کار رہا، خدا کو پسند آیا کہ برگزیدوں کو بلانے کے لئے، ان میں ایمان اور توبہ(۱) کی توفیق پیدا کرنے کے لئے عورت کی نسل سے المسیح کو بھیجنے کے وعدہ کی پیشکش کرے۔ انجیلی خوشخبری کے اس وعدے میں اس کا جوہر پایا جاتا ہے اور اس لحاظ سے یہ گنہگاروں کی تبدیلی اور نجات کی تاثیر رکھتا ہے(۲)۔

(۱) پیدائش ۳:۱۵ (۲) مکاشفہ ۱۳:۸۔

۲۔ المسیح کو بھیجنے اور اس کے وسیلہ سے نجات کا یہ وعدہ صرف کلام خدا کے ذریعہ ظاہر کیا گیا ہے(۱)۔ مظاہر تخلیق یا پروردگاری اور فطرت کی روشنی کے وسیلہ المسیح کا عرفان اور اس کے فضل کو حاصل نہیں کیا جا سکتا اور اگر ان سے کچھ ظاہر بھی ہوتا ہے تو وہ معمولی اور مبہم ہے(۲)۔ تو پھر کس طرح انسان اس وعدہ یا انجیلی خوشخبری کے مکاشفے سے محروم رہ کر نجات بخش ایمان یا توبہ کی توفیق حاصل کر سکتا ہے(۳)۔

(۱) رومیوں ۱:۱۷ (۲) رومیوں ۱۰:۱۴، ۱۵، ۱۷ (۳) امثال ۲۹:۱۸؛ یسعیاہ ۲۵:۷؛ ۶۰:۲، ۳

۳۔ گنہگاروں کے لئے انجیلی خوشخبری کا مکاشفہ جو مختلف اوقات اور مراحل کے ذریعہ مطلوبہ فرمانبرداری کی خاطر وعدوں اور حکموں کے اضافہ کے ساتھ دیا گیا جو ان اقوام اور افراد کو عطا کیا گیا یہ محض خدا کی قادر مطلق مرضی اور خوشنودی کے باعث ہے(۱)۔ یہ انسان کی فطری قابلیتوں کی بہتری کے لئے کسی وعدہ کے باعث یا اس کے بغیر کسی عام روشنی کے حاصل کرنے سے حاصل کیا جا

سکتا ہے۔ کیونکہ نہ تو کبھی کسی نے ایسی ہے اور نہ ہی کوئی اس کی اہلیت رکھتا ہے (۲)۔ اس لئے ہر زمانے میں بشارت انجیل کی ذمہ داری انسانوں اور اقوام کو ان کی وسعت یا اہلیت کے اعتبار سے خدا کی مصلحت اور ارادے کے مطابق مختلف طریقوں سے سونپی گئی ہے۔

(۱) زبور ۱۴۷: ۲۰؛ اعمال ۱۶: ۷ (۲) رومیوں ۱: ۱۸ تا آخر۔

۴۔ اگرچہ انجیلی خوشخبری المسیح اور نجات بخش فضل کے اظہار کا واحد ظاہری وسیلہ ہے اور اس مقصد کے لئے مکمل طور پر کافی ہے۔ لیکن اس مقصد کے لئے کہ گناہوں میں مردہ انسانوں کو نئے سرے سے پیدا کرنے اور نیا بنانے کے لئے انسانی روح میں نئی روحانی زندگی (۱) پیدا کرنے کے لئے روح القدس کے موثر اور قوی کام کی ضرورت ہوتی ہے جس کے بغیر خدا میں ان کی روحانی تبدیلی کا وجود ناممکن ہے (۲)۔

(۱) زبور ۱۱۰: ۳؛ ۱۔ کرنتھیوں ۲: ۱۴؛ افسیوں ۱: ۱۹، ۲۰ (۲) یوحنا ۶: ۴۴؛ ۲۔ کرنتھیوں ۴: ۳، ۶۔

اکیسواں باب

بابت مسیحی آزادی اور آزادیٔ ضمیر

۱۔ وہ آزادی جو المسیح نے انجیلی خوشخبری کے تحت ایمانداروں کے لئے خریدی ہے وہ گناہ کے قصور سے، خدا کی عدالت کے غضب، شریعت کی سختیوں اور لعنت سے (۱) رہائی اور اس موجودہ گمراہ جہاں سے (۲)، ابلیس کی غلامی (۳)، گناہ کی قید (۴)، مصیبت کے برے نتائج (۵)، موت کے خوف اور ڈنک، قبر کی فتح (۶) اور ابدی سزا سے رہائی (۷) پر مشتمل ہے۔ اس طرح یہ رہائی خدا کے ساتھ ان کی آزادانہ رسائی اور اس کی فرمانبرداری بجالانے میں ہے جو غلامانہ خوف کے ساتھ نہیں (۷) بلکہ بچوں کی سی محبت اور رضامندی کے ساتھ ہے (۹)۔

وہ تمام ایماندار جو شریعت کے ماتحت تھے انہیں بھی یہ سب کچھ حاصل تھا (۱۰) لیکن عہد جدید کے تحت مسیحیوں کی آزادی کے دائرے کو مزید وسیع کیا گیا ہے۔ رسمی شریعت کے جوئے سے رہائی جس کے زیر تسلط یہودی کلیسیا تھی۔ فضل کے تخت کے پاس رسائی میں مزید دلیری اور خدا کے مفت روح کی نزدیک تر رفاقت میں بہ نسبت ان ایمانداروں کے جو شریعت کے تحت عام طور پر ان میں شریک تھے (۱۱)۔

(۱) گلتیوں ۳:۱۳ (۲) گلتیوں ۱:۴ (۳) اعمال ۲۶:۱۸ (۴) رومیوں ۸:۳ (۵) رومیوں ۸:۲۸ (۶) ۱۔کرنتھیوں ۱۵:۵۴۔۵۷ (۷) ۲۔تھسلنکیوں ۱:۱۰ (۸) رومیوں ۸:۱۵ (۹) لوقا ۱:۷۳۔۷۵ ؛ ۱۔یوحنا ۴:۱۸ (۱۰) گلتیوں ۳:۹،۱۴ (۱۱) یوحنا ۷:۳۸،۳۹ ؛ عبرانیوں ۱۰:۱۹۔۲۱۔

۲۔ ضمیر کا واحد مالک صرف خدا ہے (۱) جسے اس نے انسانی عقائد و احکام سے آلودہ نہیں ہونے دیا جو کسی بھی طرح اس کے کلام کے برخلاف ہیں یا جو اس میں شامل نہیں ہیں (۱)۔ پس ان عقائد

کوتسلیم کرنایاضمیر کے لحاظ سے ایسے احکام کی فرمانبرداری کرنادرحقیقت ضمیر کی سچی آزادی کوفریب دیناہے(۳)۔نیز ایک غیرواضح ایمان اورقطعی بےمقصدفرمانبرداری کامطالبہ کرناضمیر کی آزادی اورانسانی عقل کاگلاگھونٹنے کے مترادف ہے(۴)۔

(۱) یعقوب۴:۱۲؛ رومیوں۱۴:۴ (۲)اعمال۴:۱۹، ۲۹؛ ا۔کرنتھیوں۷:۲۳؛ متی ۱۵:۹ (۳)کلسیوں۲:۲۰، ۲۲، ۲۳(۴)ا۔کرنتھیوں۳:۵؛ ۲۔کرنتھیوں ۱:۲۴۔

۳۔وہ لوگ جومسیحی آزادی کی آڑ میں کسی گناہ کی راہ پر چلتے ہیں یاکسی گناہ آلودہ خواہش کوعزیز رکھتے ہیں وہ اپنی اس حرکت سے انجیلی خوشخبری کے فضل کوپامال کرکے اپنی ہی بربادی کاسامان پیداکرتے ہیں(۱)۔پس وہ مسیحی آزادی کے مقصدکومکمل طورپربربادکرتے ہیں یعنی ہم اپنے تمام دشمنوں کے ہاتھوں سے رہائی پائیں، بلاخوف، اس کے حضور پاکیزگی اورراستبازی کی حالت میں اپنی تمام زندگی خداوندکی خدمت کریں(۲)۔

(۱)رومیوں۶:۱۔۲(۲)گلتیوں۵:۱۳؛ ۲۔پطرس۲:۱۸، ۲۱۔

بائیسواں باب

بابت دینی عبادت اور یوم السبّت

۱۔ مظاہر فطرت یہ ثابت کرتے ہیں کہ خدا جسے کائنات کی ہر چیز پر حاکمیت حاصل ہے وہ عادل و نیک ہے اور تمام مخلوقات سے بھلائی کرتا ہے۔ لہذا ہمیں اپنے سارے دل، اپنی ساری جان اور اپنی ساری قوت سے اس کا خوف ماننا چاہئے، اس سے محبت رکھنی چاہئے، اس کی تعریف کرنی چاہئے، اس کی منت کرنی چاہئے، اس پر بھروسہ کرنا چاہئے اور اسکی خدمت کرنی چاہئے (۱)۔ لیکن سچے خدا نے اپنی عبادت کا قابل قبول طریقہ بذات خود مقرر کیا ہے (۲)۔ نیز یہ طریقہ عبادت اس کی ظاہر شدہ مرضی (کتاب مقدس) تک اس طرح محدود ہے کہ اس کی عبادت انسانی تصورات و ایجادات، ابلیس کے اکسانے کے مطابق یا کسی قسم کی دیدنی شبیہوں کے تحت کرنا یا کسی اور ایسے طریقے سے کرنا ممنوع ہے جس کا حکم کتاب مقدس میں نہیں دیا گیا (۳)۔

(۱) یرمیاہ ۱۰: ۷؛ مرقس ۱۲: ۳۳ (۲) استثناہ ۱۲: ۳۲ (۳) خروج ۲۰: ۴۔۶۔

۲۔ دینی عبادت کے لائق خدا اور صرف خدا باپ، بیٹا اور روح القدس ہے (۱) اس میں فرشتے، مقدسین یا کوئی اور مخلوق شامل نہیں (۲)۔ نیز گناہ میں گر جانے کے وقت سے اب یہ عبادت بغیر ایک درمیانی کے نہیں (ہو سکتی) (۳) اور یہ درمیانی المسیح کے علاوہ اور کوئی نہیں (۴)۔

(۱) متی ۴: ۹، ۱۰؛ یوحنا ۴: ۲۳؛ متی ۲۸: ۱۹ (۲) رومیوں ۱: ۲۵؛ کلسیوں ۲: ۱۸ مکاشفہ ۱۹: ۱۰؛
(۳) یوحنا ۱۴: ۶ (۴) ۱۔ تیمتھیس ۲: ۵۔

۳۔ شکر گزاری کے ساتھ دعا کرنا عام عبادت کا ایک حصہ ہے جس کا خدا تمام انسانوں سے مطالبہ

کرتا ہے(۱)۔ لیکن اس کے قبول ہونے کی یہ شرط ہے کہ یہ بیٹے کے نام میں (۲)، روح کے سہارے (۳)، اس کی مرضی کے مطابق (۴)، سمجھ اور عقیدت، فروتنی، سرگرمی، ایمان، محبت اور ثابت قدمی سے اور جب دوسروں کے ساتھ مل کر کریں تو کسی قابل فہم زبان میں ہو (۵)۔

(۱) زبور ۹۵: ۱۔۷؛ ۶۸: ۲ (۲) یوحنا ۱۴: ۱۳، ۱۴ (۳) رومیوں ۸: ۲۶ (۴) ۱۔یوحنا ۵: ۱۴
(۵) ۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۱۶، ۱۷۔

۴۔ دعا جائز باتوں، ہر قسم کے زندہ یا مستقبل میں پیدا ہونے والے انسانوں کے لئے کی جانی چاہئے (۱) لیکن مردوں کے لئے نہیں (۲) اور نہ ہی ایسے لوگوں کے لئے جن کے بارے میں یہ ثابت ہو چکا ہو کہ انہوں نے ایسا گناہ کیا ہے جس کا نتیجہ موت ہے (۳)۔

(۱) ۱۔تیمتھیس ۲: ۱، ۲؛ ۲۔سیموئیل ۷: ۲۹ (۲) ۲۔سیموئیل ۱۲: ۲۱۔۲۳ (۳) ۱۔یوحنا ۵: ۱۶

۵۔ تلاوت کتاب مقدس (۱)، کلام خدا کی بشارت کرنا اور اسے سننا (۲)، اپنے دلوں میں فضل کے ساتھ خدا کے لئے مزامیر، گیت اور روحانی غزلیں گا کر ایک دوسرے کو تعلیم دینا اور نصیحت کرنا (۳)، اسی طرح بپتسمہ (۴) اور عشائے ربانی (۵) کے دستورات کو عمل میں لانا، یہ سب خدا کی دینی عبادت کے مختلف حصے ہیں جنہیں خدا کی فرمانبرداری کرتے ہوئے سمجھ، ایمان، عقیدت اور خدا خوفی کے ساتھ پیش کرنا چاہئے، علاوہ ازیں خاص موقع پر کمال فروتنی سے روزوں (۶) اور شکرانوں کو پاکیزہ اور روحانی طور پر زیر استعمال لانا چاہئے (۷)۔

(۱) ۱۔تیمتھیس ۴: ۱۳ (۲) ۲۔تیمتھیس ۴: ۲؛ لوقا ۸: ۱۸ (۳) کلسیوں ۳: ۱۶؛ افسیوں ۵: ۱۹
(۴) متی ۲۸: ۱۹، ۲۰ (۵) ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۶ (۶) آستر ۴: ۱۶؛ یوئیل ۲: ۱۲ (۷) خروج ۱۵: ۱۔۱۹؛
زبور ۱۰۷۔

۶۔اب انجیلی نظام (عہد جدید) کے تحت دعا یا دینی عبادت کا کوئی حصہ بھی خدا کی ہستی کے علاوہ کسی اور چیز، جگہ یا سمت سے وابستہ ومقبول نہیں۔لہٰذا ہر جگہ خدا کی عبادت روح اور سچائی سے کی جانی چاہئے (۱) یعنی نجی طور پر یا خاندانوں میں (۲) روزانہ (۳) اور شخصی طور پر پوشیدگی میں (۴) یا اس سے بھی بڑھ کر کلیسیائی اجتماعات میں اور بھی سنجیدگی سے کرنی چاہئے جنہیں لاپرواہی یا ارادتاً نظر انداز کرنا چاہئے اور نہ ترک کرنا چاہئے جبکہ خدا اپنے کلام کے حکم سے یا اپنی عام مرضی کے لئے ہمیں بلاتا ہے (۵)۔

(۱) یوحنا۴:۲۱؛ ملاکی ۱:۱۱؛ ۱۔ تیمتھیس ۲:۸ (۲) اعمال ۱۰:۲ (۳) متی ۶:۱۱؛ زبور ۵۵:۱۷
(۴) متی ۶:۶ (۵) عبرانیوں ۱۰:۲۵؛ اعمال ۲:۴۲۔

۷۔یہ قانون فطرت کے مطابق ہے کہ عام طور پر وقت کا ایک موزوں حصہ خدا کے حکم سے خدا کی عبادت کے لئے مخصوص کیا جائے۔پس خدا نے اپنے کلام میں اپنے ایک مثبت، اخلاقی اور دائمی حکم کے ذریعہ سات دنوں میں سے ایک دن کو سبت (آرام کے دن کی حیثیت سے) خدا کے لئے پاک رکھنے کے لئے خاص طور پر مقرر کر دیا ہے جو ہر زمانے میں تمام نسل انسانی پر فرض ہے (۱) جو آغاز دنیا سے المسیح کے مردوں میں سے جی اٹھنے تک ہفتے کا آخری دن تھا لیکن المسیح کے جی اٹھنے کے وقت سے اسے ہفتے کے پہلے دن (اتوار) میں تبدیل کر دیا گیا ہے جو ''خداوند کا دن'' کہلاتا ہے (۲)۔نیز یہ دن دنیا کے آخر تک مسیحی سبت کی حیثیت سے جاری رہے گا کیونکہ ہفتے کے آخری دن کی یادگار اب منسوخ ہو چکی ہے۔

(۱) خروج ۲۰:۸ (۲) ۱۔کرنتھیوں ۱۶:۱،۲؛ اعمال ۲۰:۷؛ مکاشفہ ۱:۱۰۔

۸۔سبت کو خداوند کے لئے اس طرح مقدس رکھا جاتا ہے کہ لوگ پہلے اپنے دلوں کی تیاری کے

ساتھ اور اپنی عام مصروفیت سے فارغ ہو کر نہ صرف اپنے (دنیاوی) کاروبار اور گفتار و خیالات، ملازمت اور تفریحات سے فارغ ہو کر تمام دن مقدس آرام میں گزارتے ہیں(۱) بلکہ وہ یہ سارا دن کلیسیائی اور شخصی ریاضت وعبادت اور رحمت اور ضروریات کے فرائض ادا کرنے میں گزارتے ہیں(۲)۔

(۱) یسعیاہ ۵۸: ۱۳؛ نحمیاہ ۱۳: ۱۵۔۲۲ (۲) متی ۱۲: ۱۔۱۳۔

تئیسواں باب

بابت جائز حلف اور منتیں

ا۔ جائز حلف دینی عبادت کا ایک ایسا حصہ ہے جس میں انسان سچائی، راستبازی اور عدالت میں قسم اٹھاتے ہوئے خدا کو اپنے حلف کا گواہ ٹھہراتا ہے(۱) کہ وہ اس (حلف) کی صداقت یا بطالت کے موافق اس کی عدالت کرے(۲)۔

(۱) خروج ۲۰: ۷؛ استثناہ ۱۰: ۲۰؛ یرمیاہ ۴: ۲ (۲) ۲۔ تواریخ ۶: ۲۲، ۲۳۔

۲۔ صرف خدا کے نام پر لوگوں کو حلف اٹھانا چاہئے نیز اسی میں اسے کمال احترام وعقیدت کے ساتھ زیرِ استعمال لانا چاہئے۔ پس بے مقصد یا جلد بازی میں اس پر جلال اور غضب ناک نام میں حلف اٹھانا یا کسی اور چیز کے نام میں حلف اٹھانا گناہ ہے اور سے ہمیں متنفر ہونا چاہئے(۱)۔ تاہم موقع کی سنجیدگی اور نزاکت کے لحاظ سے حق کی تصدیق اور تمام تنازعات طے کرنے کی خاطر کلام خدا میں حلف اٹھانے کی اجازت دی گئی ہے(۲)۔ لہٰذا ایسے معاملات میں قانونی حاکم کی طرف سے مطلوبہ جائز حلف اٹھانا واجب ہے(۳)۔

(۱) متی ۵: ۳۴، ۳۷؛ یعقوب ۵: ۱۲ (۲) عبرانیوں ۶: ۱۶؛ ۲۔ کرنتھیوں ۱: ۲۳ (۳) نحمیاہ ۱۳: ۲۵۔

۳۔ جب کوئی کلام خدا کے مطابق حلف اٹھاتا ہے اسے چاہئے کہ اس انتہائی سنجیدہ فعل کی اہمیت پر غور کرے نیز صرف وہی کرے جو وہ یقیناً جانتا ہے کہ یہ سچائی پر مبنی ہے کیونکہ جلد بازی، فضول اور جھوٹے حلفوں سے خدا کا غضب بھڑکتا ہے اور انکی وجہ سے یہ زمین ماتم کرتی ہے(۱)۔

(۱) احبار ۱۹: ۱۲؛ یرمیاہ ۲۳: ۱۰۔

۴۔حلف ہر قسم کے لفظی ہیر پھیر اور ذہنی شک وشبہات کے بغیر سادہ اور عام فہم الفاظ میں اٹھانا چاہئے(۱)۔

(۱) زبور ۲۴:۴۔

۵۔ایسا حلف جو کسی مخلوق کے سامنے نہیں بلکہ صرف خدا کے لئے اٹھایا جائے اسے تمام تر دینی احتیاط اور وفاداری(۱) کے ساتھ پورا کرنا چاہئے لیکن مسلسل طور پر غیر شادی شدہ رہنے کا پاپائی رہبانہ حلف(۲)؛ غربت(۳) اور باقاعدہ فرمانبرداری کے حلف بلند تر کاملیت کے مختلف درجوں سے اس قدر دور ہیں کہ انہیں تو ہم آمیز اور گناہ آلودہ پھندے کہنا چاہئے جن سے ہر مسیحی ایماندار کو اپنا دامن پاک رکھنا چاہئے(۴)۔

(۱) زبور ۷۶:۱۱؛ پیدائش ۲۸:۲۰-۲۲ (۲) ۱-کرنتھیوں ۷:۲،۹ (۳) افسیوں ۴:۲۸ (۴) متی ۱۹:۱۱۔

چوبیسواں باب

بابت شہری حاکم

۱۔خدا نے جو تمام دنیا کا حاکم اعلیٰ اور شہنشاہ ہے عوامی فلاح و بہبود کی خاطر اور اپنے جلال کے لئے اپنے ماتحت شہری حکام مقرر کئے ہیں۔ نیز اس مقصد کے لئے اس نے انہیں تلوار کے اختیار سے بھی مسلح کیا ہے تاکہ نیکوکاروں کا تحفظ وحوصلہ افزائی کی جائے اور بدکاروں کو سزا دی جائے (۱)۔

(۱) رومیوں ۱۳: ۱۔۴۔

۲۔مسیحیوں کے لئے ایک حاکم کا عہدہ اور اس کی ذمہ داریوں کو نبھانے کی پیش کش قبول کرنا جائز ہے خاص کر عدل وسلامتی (۱) کے نفاذ وقیام کے لئے جو انفرادی سلطنتوں اور حکومتوں کے فلاحی قوانین کے مطابق ہوں۔اس مقصد کے لئے اب وہ مناسب اور ضروری حالات میں عہد جدید کے تحت جائز طور پر جنگ کر سکتے ہیں (۲)۔

(۱) ۲۔سیموئیل ۲۳: ۳؛ زبور ۸۲: ۳، ۴ (۲) لوقا ۳: ۱۴۔

۳۔متذکرہ مقاصد کے لئے خدا ایک مقرر کردہ شہری حکام کے تمام جائز معاملات میں خداوند میں فرمانبرداری کرنا ہمارے لئے لازمی ہے۔ یہ فرمانبرداری صرف سزا کے خوف سے ہی نہیں بلکہ ضمیر کی خاطر کرنی چاہئے (۱)۔ نیز ہمیں چاہئے کہ بادشاہوں اور تمام حاکموں کے لئے دعائیں اور مناجاتیں کریں تاکہ ہم ان کے تحت کمال دینداری اور دیانتداری کے ساتھ امن وامان کی زندگی بسر کرسکیں (۲)۔

(۱) رومیوں ۱۳: ۵۔۷؛ ۱۔پطرس ۲: ۱۷ (۲) ۱۔تیمتھیس ۲: ۱، ۲۔

پچیسواں باب

بابت شادی

۱۔ شادی ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان روا ہے۔ نہ تو کسی مرد کے لئے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا اور نہ کسی عورت کے لئے بیک وقت ایک سے زیادہ شوہر رکھنا جائز ہے(۱)۔

(۱) پیدائش ۲:۲۴؛ ملاکی ۲:۱۵؛ متی ۱۹:۵، ۶۔

۲۔ شادی شوہر اور بیوی کے درمیان باہمی مدد کے لئے مقرر کی گئی تھی (۱) تا کہ جائز تخم (۲) کے وسیلہ سے نسل انسانی کی افزائش ہو اور بدکاری کی روک تھام ہو سکے (۳)۔

(۱) پیدائش ۲:۱۸ (۲) پیدائش ۱:۲۸ (۳) ۱۔کرنتھیوں ۷:۲، ۹۔

۳۔ ہر طبقہ کے ان تمام لوگوں کے لئے شادی کرنا جائز ہے جو سوچ سمجھ کے ساتھ اپنی رضامندی کا اظہار کر سکیں (۱)۔ لیکن مسیحیوں کا یہ فرض ہے کہ وہ صرف خداوند میں شادی کریں (۲)۔ لہذا وہ جو حقیقی ایمان کا اقرار کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ غیر ایمانداروں یا بت پرستوں سے شادی نہ کریں اور نہ ہی جو ایماندار ہیں ہو غیر ایمانداروں کے ساتھ جو بدکار زندگی بسر کرتے ہیں یا قابل سزا بدعت کے قائل ہیں ان سے شادی کر کے ناہموار جوئے میں جتیں (۳)۔

(۱) عبرانیوں ۱۳:۴؛ ۱۔تیمتھیس ۴:۳ (۲) ۱۔کرنتھیوں ۷:۳۹ (۳) نحمیاہ ۱۳:۲۵۔۲۷۔

۴۔ مختلف خونی رشتوں یا ان قرابت داروں کے درمیان شادی ناجائز ہے جن کی کتاب مقدس میں ممانعت کی گئی ہے(۱) خونی رشتوں کے درمیان اس قسم کی شادیوں کو کسی انسانی قانون یا فریقین

کی رضامندی سے کبھی بھی جائز قرار نہیں دیا جا سکتا جس سے وہ اشخاص شوہر اور بیوی کی حیثیت سے اکٹھے رہ سکیں (۲)۔

(۱) اس ضمن میں قاری احبار کی کتاب کا اٹھارہواں باب پڑھے (۲) مرقس۶:۱۸؛ ۱۔کرنتھیوں۵:۱۔

چھبیسواں باب

بابت الکلیسیاء

۱۔کلیسیائے عام یا عالمگیر کلیسیا جو روح القدس کی داخلی تحریک اور فضل کی سچائی کے تعلق سے ہے اسے نادیدنی (کلیسیا) کہا جا سکتا ہے۔ یہ برگزیدوں کی کل تعداد پر مشتمل ہے جو المسیح کے ماتحت جو کلیسیا کا سر ہے ایک ہونے کے لئے بلائے گئے تھے یا بلائے جائیں گے المسیح کا بدن، اس کی دلہن اور اسکی معموری ہے جو ہر طرح سے سب کا معمور کرنے والا ہے (۱)۔

(۱) عبرانیوں ۱۲:۲۳؛ کلسیوں ۱:۱۸؛ افسیوں ۱:۱۰، ۲۲، ۲۳؛ ۵:۲۳، ۲۷، ۳۲

۲۔وہ تمام لوگ جو روئے زمین پر انجیلی ایمان کا اقرار کرتے ہیں اور اسی کے مطابق المسیح کے وسیلہ سے خدا کی فرمانبرداری کرتے ہی، تباہ کن باطل تعلیمات یا ناپاک طرز زندگی سے اپنے شخصی اقرار کو نقصان نہیں پہنچا رہے وہ سب دیدنی مقدسین کہلا سکتے ہیں (۱)۔ نیز تمام جماعتیں انہی پر مشتمل ہونی چاہئیں (۲)۔

(۱) ا۔کرنتھیوں ۱:۲؛ اعمال ۱۱:۲۶ (۲) رومیوں ۱:۷؛ افسیوں ۱:۲۰-۲۲

۳۔آسمان تلے خالص ترین کلیسیائیں بھی آمیزش و خطا سے ہرگز پاک نہیں ہیں (۱)۔ نیز بعض روحانی تنزلی میں اس قدر گر چکی ہیں کہ انہیں کلیسیائیں نہیں بلکہ شیطان کے عبادت خانے کہنا چاہئے (۲)۔ اس کے باوجود اس دنیا میں ہمیشہ المسیح کی بادشاہی رہی ہے اور ہمیشہ تک رہے گی جو ان پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے نام کا اقرار کرتے ہیں (۳)۔

(۱) ا۔کرنتھیوں ۵واں باب اور مکاشفہ دوسرا اور تیسرا باب پڑھیں (۲) مکاشفہ ۱۸:۲؛

۲۔تھسلنکیوں۲: ۱۱،۱۲ (۳) متی ۱۶: ۱۸؛ زبور ۲۷: ۱۷؛ ۱۰۲: ۲۸؛ مکاشفہ ۱۲: ۱۷

۴۔خداوند یسوع المسیح کلیسیا کے سر (سربراہ) ہیں جن کے سپرد خداباپ نے کلیسیا کی بلاہٹ، تقرر اور نظام و تنظیم کا تمام تر اختیار ایک اعلیٰ اور مقتدر طریقے سے کر دیا ہے (۱)۔ لہٰذا پاپائے روم کسی معنوں میں اس کا سربراہ نہیں ہوسکتا ہے بلکہ مخالف مسیح ہے (۲) جو مرد گناہ اور ہلاکت کا فرزند ہے وہ المسیح کے مقابلے میں خود کو کلیسیا میں اور دنیا میں دیگر معبودوں پر سرفراز کرتا ہے جسے خداوند اپنی آمد کی تجلی سے فنا کر دیں گے (۳)۔

(۱) کلسیوں ۱: ۱۸؛ متی ۲۸: ۱۸۔۲۰؛ افسیوں ۴: ۱۱،۱۲۔۲۰ (قاری ۲۔تھسلنکیوں ۲: ۲۔۹ کا مطالعہ کرے)۔

۵۔خداوند یسوع المسیح اپنے اس اختیار کے باعث جو انہیں بخشا گیا ہے اپنے کلام کی بشارت اور اپنے روح کے ذریعہ اس دنیا میں سے اپنے لئے ان لوگوں کو بلاتا ہے جنہیں باپ نے اسے دیا ہے (۱) تاکہ وہ فرمانبرداری کی تمام راہوں میں اس کے حضور چلیں جن کا ذکر وہ اپنے کلام میں کرتا ہے (۲)۔ اس طرح جنہیں اس نے بلایا ہے وہ انہیں ایک مخصوص ماحول یا کلیسیاؤں میں باہمی روحانی ترقی کے لئے اکٹھے زندگی بسر کرنے کا حکم دیتا ہے جس کا وہ اس دنیا میں مطالبہ کرتا ہے (۳)۔

(۱) یوحنا ۱۰: ۱۶؛ ۱۲: ۳۲ (۲) متی ۲۸: ۲۰ (۳) متی ۱۸: ۱۵۔۲۰

۶۔ان کلیسیاؤں کے اراکین اپنی بلاہٹ کے اعتبار سے مقدسین ہیں جو قابل دید طور سے (اپنے اقرار اور طرز زندگی سے) مسیحی بلاہٹ (۱) کی فرمانبرداری کو ظاہر اور ثابت کرتے ہیں۔ نیز وہ

اپنے دلی ارادے سے المسیح کی مرضی کے مطابق باہم زندگی بسر کرنے کے لئے اپنی آمادگی ظاہر کرتے ہیں۔ وہ خدا کی مرضی کے مطابق اور انجیلی احکام کے پابند ہوتے ہوئے اپنے آپ کو خداوند کے اور ایک دوسرے کے حوالے کر دیتے ہیں (۲)۔

(۱) رومیوں ۱:۷؛ ۱۔کرنتھیوں ۱:۲ (۲) اعمال ۲: ۴۱، ۴۲؛ ۵: ۱۳، ۱۴؛ ۲۔کرنتھیوں ۹: ۱۳

۷۔اس طرح وہ تمام کلیسیائیں جو اس کے کلام میں ظاہر شدہ مرضی کے مطابق جمع ہوتی ہیں اس نے انہیں وہ تمام قوت اور اختیار دے دیا ہے جو انہیں عبادت اور نظم و ضبط میں اس ترتیب کو بروئے کار لانے کے لئے درکار ہے جس کی اطاعت و پابندی کے لئے اس نے انہیں مقرر کیا ہے۔ نیز اس نے اس اختیار کے موزوں استعمال کے لئے مختلف احکام اور اصولات بھی عطا کئے ہیں (۱)۔

(۱) متی ۱۸: ۱۷، ۱۸؛ ۱۔کرنتھیوں ۵: ۴، ۵، ۱۳؛ ۲۔کرنتھیوں ۲: ۶۔۸

۸۔ایک کلیسیا جو مکمل طور پر المسیح کی مرضی کے مطابق جمع ہوتی ہے اور منظم کی جاتی ہے وہ عہدیداروں اور اراکین پر مشتمل ہوتی ہے۔ نیز یہ عہدیدار المسیح کے مقرر کردہ ہوتے ہیں جنہیں کلیسیا منتخب کرتی اور مخصوص کرتی ہے (جب اس مقصد کے لئے انہیں بلایا اور جمع کیا جائے) تاکہ مختلف دستورات عمل میں لائے جائیں اور ان اختیارات یا فرائض کو پورا کیا جائے جو المسیح نے ان کے سپرد کئے ہیں یا جن کے لئے وہ انہیں بلاتا ہے۔ یہ (عہدیداران) چرواہے یا روحانی نگہبان (بزرگ یا ایلڈر یا پاسبان) اور خادم (ڈیکن) ہیں جو دنیا کے آخر تک جاری رہیں گے (۱)۔

(۱) اعمال ۲۰: ۱۷، ۲۸؛ فلپیوں ۱:۱۔

۹۔وہ طریقہ جو المسیح نے اس شخص کو جسے روح القدس نے کلیسیا میں روحانی نگہبان (بزرگ) یا ایلڈر (پاسبان) کے عہدے پر مقرر ہونے کے لئے تیار کیا اور نعمت دی ہے وہ یہ ہے کہ وہ کلیسیا کی طرف سے متفقہ طور پر منتخب کیا جائے (۱) اور روزے اور دعا کے ذریعہ کلیسیا کے روحانی بزرگوں کے ہاتھ رکھنے سے اسے مخصوص کیا جائے اگر وہ بزرگان اس میں پہلے سے موجود ہیں (۲) اسی طرح خادم (ڈیکن) کو بھی متفقہ طور پر منتخب یا جائے اور دعا اور ہاتھ رکھنے سے مخصوص کیا جائے (۳)۔

(۱) اعمال ۱۴:۲۳ (۲) ۱۔تیمتھیس ۴:۱۴ (۳) اعمال ۶:۳، ۵، ۶

۱۰۔جبکہ پاسبانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ المسیح کی کلیسیاؤں میں مسلسل طور پر خدمت کے فرائض انجام دیں وہ (کلیسیا کے لوگوں کی) روحوں کی نگہبانی کرتے ہوئے دعا کریں اور انکا خدمت کریں کیونکہ انہیں ضرور اسے (خدا کو) اپنا حساب دینا ہوگا (۱) جن کلیسیاؤں میں وہ خدمت کرتے ہیں ان کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ نہ صرف ان کا کمال عزت واحترام کریں بلکہ اپنے وسائل کے مطابق انہیں اپنی تمام اچھی چیزوں میں شریک بھی کریں (۲) تاکہ ان کے ہاں وسائل کی تسلی بخش رسد ہو، وہ دنیاوی معاملات میں نہ الجھ جائیں (۳) اور مہمانوازی کی خوبی کے اہل ہو سکیں (۴) اور قانون فطرت کا بھی یہی تقاضہ ہے اور ہمارے خداوند یسوع کا بھی یہی فرمان ہے جس نے یہ حکم دیا ہے کہ وہ (انجیلی) خوشخبری سنانے والے خوشخبری کے وسیلہ سے (زندگی) گزاریں (۵)۔

(۱) اعمال ۶:۴؛ عبرانیوں ۱۳:۱۷ (۲) ۱۔تیمتھیس ۵:۱۷، ۱۸ گلتیوں ۶:۶، ۷ (۳) ۲۔تیمتھیس ۲:۴ (۴) ۱۔تیمتھیس ۳:۲ (۵) ۱۔کرنتھیوں ۹:۶۔۱۴

۱۱۔اگر چہ کلیسیاؤں کے روحانی بزرگوں یا پاسبانوں پر یہ فرض عائد ہے کہ وہ اپنے عہدے کی مناسبت سے کلام مقدس کی بشارت میں مصروف رہیں تو بھی بشارت انجیل کی ذمہ داری صرف انہی تک محدود نہیں بلکہ وہ لوگ بھی جنہیں روح القدس نے اس کام کے لئے نعمت عطا کی ہے یا تیار کیا ہے اور کلیسیا جن کو اجازت دیتی اور بلاتی ہے وہ بھی یہ کام کر سکتے ہیں اور انہیں کرنا بھی چاہئے (۱)۔

(۱) اعمال ۱۱: ۱۹۔۲۱؛ ۱۔پطرس ۴: ۱۰۔۱۱

۱۲۔ چونکہ تمام ایمانداروں کا یہ فرض ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی موقع ملنے پر مقامی کلیسیا کی رکنیت اختیار کریں۔ لہذا وہ سب جو کلیسیا کی مراعات کے دائرے میں آتے ہیں وہ المسیح کے قانون کے مطابق کلیسیائی تربیت اور نظام کے پابند بھی ہیں (۱)۔

(۱) ۱۔تھسلنکیوں ۵: ۱۴؛ ۲۔تھسلنکیوں ۳: ۶، ۱۴، ۱۵۔

۱۳۔اگر کلیسیا کے کسی رکن کو کسی سے شکائت ہو اور وہ اس شکائت کا ازالہ کرنے کے لئے اپنے مطلوبہ فرائض انجام دے چکا ہو تو اس کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کلیسیائی نظام میں کسی طرح بھی خلل پیدا نہ کرے اور نہ ہی کلیسیائی اجتماعات یا کسی دستور کی ادائیگی سے غیر حاضر ہو اور نہ اس شکائت کا ذکر دوسرے اراکین سے کرے بلکہ اس کے برعکس وہ اس ضمن میں مزید کلیسیائی کاروائی کے لئے المسیح پر بھروسہ رکھے (۱)۔

(۱) متی ۱۸: ۱۵۔۱۷؛ افسیوں ۴: ۲، ۳۔

۱۴۔جیسا کہ ہر کلیسیا اور اس کے تمام اراکین کا یہ فرض ہے کہ وہ دوسرے تمام مسیحی کلیسیاؤں کی

بھلائی اور خوشحالی کے لئے متواتر دعائیں کریں(۱) جو جا بجا واقع ہیں اور ہر موقع پر ان کے جائے وقوع اور بلاہٹ کے دائرے میں اپنی نعمتوں اور خوبیوں کو زیر استعمال لانے سے ان کی ترقی کا باعث ہوں۔ اسی طرح کلیسیائیں جیسے خدا کی مرضی سے وجود میں آتی ہیں لہذا اس موقع اور سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں چاہئے کہ انی سلامتی، محبت میں استحکام اور باہمی ترقی کے لئے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رفاقت کریں(۲)۔

(۱) افسیوں ۶: ۱۸؛ زبور ۱۲۲: ۶ (۲) رومیوں ۱۶: ۱، ۲؛ ۳۔ یوحنا ۸۔ ۱۰

۱۵۔ تعلیمی نکات یا انتظامی امور کے بارے میں الجھنوں یا اختلاف رائے کی صورت میں جس سے کلیسیائیں عام طور پر یا کوئی ایک کلیسیا تعلق رکھتی ہو جہاں تک ان کی سلامتی، اتحاد اور ترقی کا تعلق ہو۔ یا اگر کسی کلیسیا کا کوئی ایک رکن یا اراکین سچائی اور انتظام کے غیر آہنگ کسی قانونی کاروائی کی وجہ سے ناراض ہوئے ہوں تو اس صورت میں یہ المسیح کی مرضی کے مطابق ہے کہ مختلف کلیسیائیں جو آپس میں رفاقت رکھتی ہیں اپنے نمائیندگان کے ذریعہ غور وخوض کی غرض سے اکٹھے ہوں اور متنازعہ نکتے کے بارے میں اپنی نصیحت پیش کریں جس کی اطلاع تمام متعلقہ کلیسیاؤں کو دی جانی چاہئے(۱)۔ تاہم ان جمع شدہ نمائیندگان کو کسی طرح کسی قسم کا کوئی کلیسیائی اختیار (جیسے سمجھا جاتا ہے) نہیں دیا گیا اور نہ ہی انہیں کلیسیاؤں پر بذات خود کوئی قانونی اختیار حاصل ہے جس سے وہ کسی کلیسیا یا اشخاص کے خلاف انتظامی کاروائی کر سکیں یا کلیسیاؤں یا ان کے عہدیداروں پر اپنا فیصلہ ٹھونس سکیں(۲)۔

(۱) اعمال ۱۵: ۲، ۴، ۶، ۲۲، ۲۵ (۲) ۲۔ کرنتھیوں ۱: ۲۴؛ ۱۔ یوحنا ۴: ۱

ستائیسواں باب

بابت مقدسین کی شراکت

۱۔ وہ تمام مقدسین جو اپنے سر یسوع المسیح کے روح اور ایمان میں اس کے ساتھ پیوستہ ہیں، بیشک وہ اس طرح اس کے ساتھ ایک ہی شخصیت نہیں بن جاتے تو بھی وہ اس کی خوبیوں، دکھوں، موت، جی اٹھنے اور جلال میں اس کے ساتھ رفاقت رکھتے ہیں(۱)۔ نیز وہ باہمی محبت کے بندھن میں پیوست ہو کر ایک دوسرے کی نعمتوں اور خوبیوں میں شریک ہوتے ہیں(۲)۔ وہ منظم طریقے سے اجتماعی اور نجی طور پر ان فرائض کی ادائیگی کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں جن سے انکی باطنی اور ظاہری انسانیت میں باہمی فلاح واستحکام کو فروغ ملتا ہے(۳)۔

(۱) ۱۔یوحنا۱:۳؛ یوحنا۱:۱۶؛ فلپیوں۳:۱۰؛ رومیوں۶:۵،۶ (۲) افسیوں۴:۱۵،۱۶؛ ۱۔کرنتھیوں۱۲:۷؛ ۳:۲۱۔۲۳ (۳) ۱۔تھسلنکیوں۵:۱۱،۱۴؛ رومیوں۱:۱۴؛ رومیوں۱:۱۲؛ ۱۔یوحنا۳:۱۷،۱۸؛ گلتیوں۶:۱۰۔

۲۔ مقدسین کا فرض ہے کہ وہ اپنے اقرار کے اعتبار سے پاک رفاقت اور عبادت خداوندی کی شراکت کو برقرار رکھیں نیز وہ تمام روحانی خدمات انجام دیں جن سے ان کی باہمی ترقی مقصود ہو(۱)۔ اسی طرح ان کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنی گوناگوں قابلیتوں اور ضروریات کے مطابق ایک دوسرے کی مادی ضروریات کو بھی پورا کریں(۲) جو انجیلی اصول کے مطابق واجب ہے کہ وہ اسے بنیادی طور پر اپنے تعلقات کے دائرے میں انجام دیں۔ خاص طور پر اپنے گھرانوں(۳) یا کلیسیاؤں میں(۴)۔ لیکن انہیں چاہئے کہ جیسے خدا موقع فراہم کرے اسے تمام اہل ایمان تک وسیع کریں جو جابجا خداوند یسوع کا نام لیتے ہیں۔ تاہم بحیثیت مقدسین ان کی باہمی رفاقت ان

۱ کوذاتی ملکیت اوراسباب پرحق ملکیت واستعمال سے کسی طرح بھی محروم نہیں کرتی (۵)۔

(۱)عبرانیوں ۱۰: ۲۴، ۲۵؛ ۳: ۱۲، ۱۳ (۲)اعمال ۱۱: ۲۹، ۳۰ (۳)افسیوں ۶: ۴

(۴)۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۴۔ ۲۷ (۵)اعمال ۵: ۴؛ افسیوں ۴: ۲۸۔

اٹھائیسواں باب

بابت بپتسمہ اور عشائے ربانی

۱۔بپتسمہ اور عشائے ربانی واحد شریعت دہندہ خداوند یسوع کے مقرر کردہ مثبت اور مطلق دستورات ہیں کہ یہ ان کی کلیسیا میں دنیا کے آخر تک جاری رہیں(۱)۔

(۱)متی ۲۸: ۱۹۔۲۰؛۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۶۔

۲۔ان مقررہ پاک دستورات کو صرف وہی ادا کریں جو اس کے اہل ہیں اور جو المسیح کے بااختیار حکم کے تحت بلائے گئے ہیں(۱)۔

(۱)متی ۲۸: ۱۹؛۱۔کرنتھیوں ۴: ۱۔

انتیسواں باب

بابت بپتسمہ

۱۔بپتسمہ نئے عہد نامے ایک دستور ہے جسے یسوع المسیح نے مقرر کیا تھا تا کہ وہ شخص جسے بپتسمہ دیا جائے اس کے لئے یہ المسیح کی موت اور جی اٹھنے کے ساتھ رفاقت؛ اس کے ساتھ پیوستہ ہو جانے (۱) اس کے گناہوں سے معافی (۲) اپنے آپ کو یسوع المسیح کے وسیلہ خدا کے سپرد کر دینے اور اس کے ساتھ نئی زندگی میں چلنے کا اور بسر کرنے کا ایک نشان ٹھہرے (۳)۔

(۱) رومیوں ۶: ۳-۵؛ کلسیوں ۲: ۱۲؛ گلتیوں ۳: ۲۷ (۲) مرقس ۱: ۴؛ اعمال ۲۲: ۱۶ (۳) رومیوں ۶: ۴۔

۲۔صرف وہ اشخاص جو درحقیقت توبہ کر کے خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں، ہمارے خداوند یسوع المسیح پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں صرف وہی اس دستور میں حصہ لینے کے جائز اہل ہیں (۱)۔

(۱) مرقس ۱۶: ۱۶؛ اعمال ۸: ۳۶، ۳۷؛ ۲: ۴۱؛ ۸: ۱۲؛ ۱۸: ۸

۳۔اس دستور میں جو ظاہری چیز زیر استعمال لائی جاتی ہے وہ پانی ہے جس میں بپتسمہ کے امیدوار شخص کو باپ، بیٹے اور روح القدس کے نام میں بپتسمہ دیا جاتا ہے (۱)۔

(۱) متی ۲۸: ۱۹، ۲۰؛ اعمال ۸: ۳۸۔

۴۔اس دستور کو مناسب طور سے ادا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بپتسمہ کے امیدوار کو پانی میں

ڈبویا یا غوطہ دیا جائے (۱)۔

(۱) متی ۳:۱۶؛ یوحنا ۳:۲۳۔

تیسواں باب

بابت عشائے ربانی

ا۔جس رات خداوند یسوع پکڑوائے گئے اسی رات انہوں نے عشائے ربانی کے دستور کو بھی مقرر کیا تا کہ شخصی کفارے کے لئے ان کی موت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی موت کی مسلسل یادگاری کے طور پر دنیا کے آخر تک تمام کلیسیاؤں میں اس کی پابندی کی جائے (ا)۔تا کہ اس (کفارے) کی تمام خوبیوں میں ایمانداروں کا ایمان پختہ ہو، وہ اس میں ترقی کریں، ان (المسیح) کی طرف سے ان تمام عائد کردہ فرائض میں مزید وفادار رہیں۔ نیز اس کے ساتھ اور ایک دوسرے کے ساتھ رفاقت کے بندھن کے عہد کا نشان اور وعدہ ٹھہرے۔

(ا)ا۔کرنتھیوں ۱۱:۲۳۔۲۶ (۲)ا۔کرنتھیوں ۱۰:۱۶۔۲۱۔

۲۔اس دستور میں المسیح کو ان کے باپ کے سامنے قربان نہیں کیا جاتا نہ ہی اس میں زندوں اور مردوں کے گناہوں کی معافی کے لئے کوئی حقیقی قربانی گزرانی جاتی ہے۔لیکن اس کے برعکس یہ صلیب پر ان کی شخصی، رضا کارانہ اور یکبار موت کی یادگاری (ا) اور اسی قربانی کے لئے خدا کے حضور ممکنہ ستائش کا ایک روحانی نذرانہ ہے (۲)۔لہذا پاپائی قربانی جسے وہ "ماس" کہتے ہیں نفرت انگیز اور المسیح کی شخصی قربانی کی توہین ہے۔جبکہ المسیح کی صرف یہی قربانی برگزیدوں کے تمام گناہوں کا کفارہ ہے۔

(ا) عبرانیوں ۹:۲۵،۲۶،۲۸ (۲)ا۔کرنتھیوں ۱۱:۲۴؛ متی ۲۶:۲۶،۲۷۔

۳۔خداوند یسوع نے اس دستور میں اپنے خادموں کو مقرر کیا ہے کہ دعا، روٹی اور شیرے کے اجزاء

پر برکت چاہیں، انہیں عام استعمال سے الگ کر کے پاک استعمال کے لئے مخصوص کریں، روٹی لیں اور اسے توڑیں، پیالہ لیں اور بذات خود ان دونوں میں شریک ہوتے ہوئے عشائے ربانی کے شرکاء میں تقسیم کریں (۱)۔

(۱) ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۳۔۲۶ وغیرہ وغیرہ۔

۴۔لوگوں کو پیالے میں شریک نہ کرنا (عشائے ربانی کے) اجزاء کی پرستش کرنا اور انہیں اوپر اٹھانا یا پرستش کے طور پر اٹھانا یا پرستش کے طور پر انہیں لئے پھرنا، کسی روحانی استعمال کے لئے انہیں محفوظ کر لینا، یہ سب کچھ اس دستور کی نوعیت اور اس ضمن میں المسیح کی مرضی کے سراسر منافی ہے (۱)۔

(۱) متی ۲۶: ۲۶۔۲۸؛ ۹:۱۵؛ خروج ۲۰: ۴، ۵۔

۵۔اس دستور کے ظاہری اجزاء جنہیں المسیح کے مقرر کردہ استعمال کے مطابق علیحدہ کیا جاتا ہے ان کا اس (مسیح) مصلوب کے ساتھ ایسا تعلق ہوتا ہے گویا کہ وہ حقیقی ہیں۔اگرچہ انہیں بعض اوقات اصطلاحاً انہی اجزاء کے ناموں سے پکارا جاتا ہے جس کی وہ نمائندگی کرتے ہیں یعنی المسیح کے بدن اور خون کی (۱) تو بھی اپنی ماہیت اور حقیقت کے اعتبار سے اس استعمال کے بعد بھی یہ پہلے کی طرح صرف روٹی اور شیرہ ہی رہتے ہیں (۲)۔

(۱) ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۷ (۲) ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۶۔۲۸۔

۶۔وہ تعلیم جس کے مطابق کاہن (پریسٹ) کی دعا سے یا کسی اور طریقے سے روٹی اور شیرہ اپنی اصلی حالت بدل کر المسیح کے حقیقی بدن اور خون میں تبدیل ہو جاتے ہیں، یہ تعلیم نہ صرف کتاب

مقدس کے خلاف ہے(۱) بلکہ عام عقل اور معقولیت کے سراسر منافی ہے۔ نیز یہ (تعلیم) دستور ہذا کے اصل مقصد کو پامال کرتی ہے اور کئی توہمات کا بلکہ مکروہ بت پرستیوں کا سبب بنتی چلی آرہی ہے اور اب بھی ہے(۲)۔

(۱) اعمال ۳:۲۱؛ لوقا ۲۴:۶، ۳۹ (۲) ۱۔کرنتھیوں ۱۱:۲۴، ۲۵۔

۷۔ (عشائے ربانی کے) اہل شرکاء اس دستور میں ظاہری طور پر قابل دید اجزاء میں داخلی طور پر ایمان کے ساتھ بلاشبہ اور در حقیقت شریک ہو سکتے ہیں لیکن جسمانی اور باطنی طور پر نہیں بلکہ روحانی طور پر المسیح مصلوب سے اور اس کی موت کی تمام خوبیوں سے سیر ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس دستور میں المسیح کا بدن اور خون جسمانی یا مادی طور پر نہیں بلکہ روحانی طور پر ان ایمانداروں کے ایمان کے مطابق وہاں موجود ہوتا ہے جس طرح اجزاء بذات خود ان کے ظاہری حواس کے سامنے موجود ہوتے ہیں(۱)۔

(۱) ۱۔کرنتھیوں ۱۰:۱۶؛ ۱۱:۲۳۔۲۶۔

۸۔ چونکہ تمام غیر روحانی اور بے دین اشخاص المسیح کے ساتھ شرف رفاقت کے نااہل ہیں لہٰذا وہ خداوند کی میز میں شراکت کے بھی نااہل ہوتے ہیں۔ اگر وہ اسی حالت میں برقرار رہتے ہوئے ان پاک بھیدوں میں شریک ہوتے ہیں یا شریک کئے جاتے ہیں تو ان کی یہ حرکت المسیح کے خلاف گناہ عظیم سے کم نہیں(۱)۔ بلکہ جو کوئی نامناسب طور پر اس میں شریک ہو وہ خداوند کے بدن اور خون کے بارے میں قصوروار ہوگا نیز وہ اس کھانے پینے سے سزا پائے گا(۲)۔

(۱) ۲۔کرنتھیوں ۶:۱۴، ۱۵ (۲) ۱۔کرنتھیوں ۱۱:۲۹؛ متی ۷:۶۔

اکتیسواں باب

بابت موت کے بعد حالت انسان اور مُردوں کا جی اٹھنا

۱۔موت کے بعد انسانوں کے جسم خاک میں مل جاتے ہیں اور گل سڑ جاتے ہیں (۱) لیکن ان کی روحیں مرتی ہیں نہ سوتی ہیں بلکہ لافانی جو ہر رکھنے کی وجہ سے فوراً خدا کے پاس واپس چلی جاتی ہیں جس نے انہیں دی تھیں (۲)۔ بعد ازاں راستبازوں کی روحوں کو پاکیزگی میں کامل بنا کر فردوس میں قبول کیا جاتا ہے جہاں وہ المسیح کی رفاقت میں رہتی ہیں نیز وہ اپنے جسموں کی کامل مخلصی کے انتظار میں نور اور جلال میں خدا کے چہرے کا دیدار کرتی ہیں (۳) بدکاروں کی روحوں کو جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے جہاں وہ تاریکی کے اندر عذاب میں روزِ عظیم تک رکھی جاتی ہیں (۴)۔اپنے جسم سے علیحدہ روحوں کے لئے ان دو جگہوں کے علاوہ کتاب مقدس کسی اور جگہ کا ذکر نہیں کرتی۔

(۱) پیدائش ۳:۱۹؛ اعمال ۱۳:۳۶ (۲) واعظ ۱۲:۷ (۳) لوقا ۲۳:۴۳؛ ۲۔کرنتھیوں ۵:۱،۶،۸: فلپیوں ۱:۲۳؛عبرانیوں ۱۲:۲۳ (۴) یہوداہ ۶،۷؛ ۱۔پطرس ۳:۱۹؛ لوقا ۱۶:۲۳،۲۴۔

۲۔روز آخر میں جو مقدسین اس وقت زندہ ہونگے وہ نہیں سوئیں گے بلکہ تبدیل کر دیئے جائیں گے (۱) اور تمام مردوں کو کسی دوسرے بدن میں نہیں بلکہ اپنے پہلے بدن کے ساتھ (بیشک ان کی خصوصیات مختلف ہوں گی) زندہ کیا جائے گا (۲) جنہیں دوبارہ اپنی روحوں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے پیوست کر دیا جائے گا (۳)۔

(۱) ۱۔کرنتھیوں ۱۵:۵۱،۵۲؛ ۱۔تھسلنکیوں ۴:۱۷ (۲) ایوب ۱۹:۲۶،۲۷ (۳) ۱۔کرنتھیوں ۱۵:۴۲، ۴۳۔

۳۔ناراستوں کے جسموں کو خدا کی قدرت سے رسوائی کے لئے زندہ کیا جائے گا جبکہ راستبازوں کے جسموں کو روح کے وسیلہ سے جلال کے لئے زندہ کیا جائے گا اور انہیں اس کے جلالی بدن کی صورت پر بنایا جائے گا(۱)۔

(۱)اعمال۲۴:۱۵؛یوحنا۵:۲۸، ۲۹؛فلپیوں۳:۲۱۔

بتیسواں باب

بابت آخری عدالت

ا۔خدا نے ایک دن مقرر کیا ہے جس میں وہ یسوع المسیح کے وسیلے راستبازی سے دنیا کی عدالت کرے گا(۱) جسے باپ نے تمام اختیار اور عدالت کا کام دے دیا ہے۔اس دن نہ صرف نافرمان فرشتوں کی ہی عدالت کی جائے گی (۲) بلکہ اسی طرح زمین پر رہنے والے ہر زمانے کے تمام انسانوں کو المسیح کے تخت عدالت کے سامنے حاضر کیا جائے گا تا کہ وہ اپنے خیالات، الفاظ اور کاموں کا حساب دیں اور جو کچھ انہوں نے جسم میں کیا ہے، اچھا یا برا، اس کا اجر پائیں (۳)۔

(۱)اعمال ۱۷:۳۱؛ یوحنا ۵:۲۲، ۲۷ (۲) ا۔کرنتھیوں ۶:۳؛ یہوداہ ۶ (۳) ۲۔کرنتھیوں ۵:۱۰؛ واعظ ۱۲:۱۴؛ متی ۱۲:۳۲؛ رومیوں ۱۴:۱۰، ۱۲؛ متی ۲۵:۳۲ سے آخر تک۔

۲۔خدا کے اس دن کو مقرر کرنے کا مقصد ہے کہ وہ برگزیدوں کی ابدی نجات میں اپنے رحم کے جلال کو ظاہر کرے اور جو بدکار اور نافرمان ہیں ان کی ابدی ہلاکت سے اپنے عدل کو ظاہر کرے(۱)۔اس وقت راستباز ابدی زندگی میں داخل ہونگے اور خدا کے حضور ابدی اجر کے ساتھ مسرت اور جلال کی معموری پائیں گے۔لیکن بدکار جو خدا کو نہیں جانتے اور یسوع المسیح کی انجیلی خوشخبری کو قبول نہیں کرتے انہیں خدا کی حضوری سے اور اس کی قدرت کے جلال سے باہر ابدی عذاب میں پھینک دیا جائے گا (۲) اور انہیں ابدی ہلاکت کی سزا دی جائے گی (۳)۔

(۱) رومیوں ۹:۲۲، ۲۳ (۲) متی ۲۵:۲۱، ۳۴؛ ۲۔تیمتھیس ۴:۸ (۳) متی ۲۵:۴۶؛ مرقس ۹:۴۸؛ ۲۔تھسلنیکیوں ۱:۷۔۱۰۔

۳۔جس طرح المسیح کی یہ خواہش ہے کہ ہم ہر لحاظ سے کامل یقین کریں کہ روز عدالت ضرور آئے گا تا کہ تمام انسان گناہ سے کنارہ کریں (۱) اور مشکلات کے وقت راستبازوں کی مزید حوصلہ افزائی ہو (۲)۔اسی طرح اس نے اس دن کو بھی انسانوں سے پوشیدہ رکھا ہے تا کہ وہ اس ضمن میں اپنے تمام جسمانی سہاروں کو اتار پھینکیں اور ہمیشہ جاگتے رہیں کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ خداوند کس وقت آجائے گا (۳) نیز وہ ہمیشہ یہ الفاظ کہتے ہوئے تیار رہیں ''اے خداوند یسوع! جلد آ'' آمین! (۴)۔

(۱) ۲۔کرنتھیوں ۵: ۱۰، ۱۱ (۲) ۲۔تھسلنکیوں ۱: ۵۔۷ (۳) مرقس ۱۳: ۳۵۔۳۷؛ لوقا ۱۲: ۳۵۔۴۰

(۴) مکاشفہ ۲۲: ۲۰۔

ختم شد